نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں

■ دینی مسائل

■ یادوں کے چراغ - کتابوں کی دنیا

■ اتحاد وقت کی ضرورت

■ تین طلاق پر حکومت کا قانون

■ عالمی برادری میں امریکہ کی تنہائی

■ اخبار جہاں، طب وصحت، ہفتہ رفتہ

■ ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 01 مورخہ ۱۳؍ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۱۸ء روز سوموار

تین طلاق پر غیر متوازن سزا

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

جیسا کہ اندیشہ تھا، ۲۸؍دسمبر ۲۰۱۷ء کو مرکزی وزیر قانون روی شنکر پرشاد نے پارلیمنٹ میں وہ بل پیش کر ہی دیا جسکا تعلق تین طلاق سے ہے، اپوزیشن کے کمزور اختلاف کے ساتھ یہ بل ایوان زیریں سے پاس بھی ہوگیا ہے، اور اب اس کو ایوان بالا میں پیش کیا جائے گا، وہاں سے پاس ہونے کے بعد یہ قانونی شکل لے لے گا، اپوزیشن کے رویے سے اشارہ مل رہا ہے کہ ایوان بالا میں بھی اس کو پاس ہونے میں زیادہ دشواری نہیں آئے گی۔ اس بل کا نام دی مسلم ومن (پروٹیکشن آف رائٹس آن میریج) بل ۲۰۱۷ء The Muslim Women (Protection of Rights on marriage)Bill 2017 ہے اس کا تعلق ایک ساتھ تین طلاق دینے سے ہے۔ سپریم کورٹ نے ۲۲؍اگست ۲۰۱۷ء کو فیصلہ سنا دیا تھا کہ اگر شوہر نے تین طلاق ایک ساتھ دیدی تو وہ بے اثر ہوگی ازدواجی زندگی پر اس طلاق کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ قانونی مثالوں کی روشنی میں اگر اس تین طلاق کو سمجھا جاسکتا ہے تو یہ کہ اس طرح کی بات ایک ''نامناسب'' لفظ تھا، جو زبان سے نکل گیا۔ سپریم کورٹ کے فیصلہ کی روشنی میں ایسی طلاق کی حیثیت اس سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔

شرعی لحاظ سے ''طلاق'' کا لفظ میاں بیوی کے رشتہ میں دراڑ ڈالنے والا اور تین دفعہ استعمال ہو تو اس رشتہ کو یکسر ختم کرنیوالا ہے سپریم کورٹ کے اس فیصلہ نے مسلم سماج کیلئے بڑی مشکل پیدا کردی، کورٹ کے فیصلہ کے لحاظ سے ایک اور دو طلاق تو نتیجہ خیز ہے مگر تین طلاق بے اثر ہے جبکہ شرعی لحاظ سے تین طلاق کے بعد شوہر اور بیوی کا رشتہ فوراً ختم ہوجاتا ہے اور دونوں کا ساتھ زندگی گذارنا حرام ہے، مسلم سماج اس مرحلہ میں بڑی مشکل میں پڑ جائیگا، مسلمانوں کیلئے حلال اور حرام کی سرحدیں واضح ہیں۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ اپنی جگہ، مگر تین طلاق کے بعد سابق میاں بیوی ساتھ رہے تو شریعت کے لحاظ سے وہ بالکل غلط اور حرام ہے، کورٹ نے یہ بالکل نہیں سونچا کہ ایسا فیصلہ مسلمانوں کو کتنی الجھن اور کیسے تضاد میں ڈالدے گا۔

اب مرکزی وزیر قانون نے نئے بل کے ذریعہ یہ اضافہ کیا کہ سپریم کورٹ کے کالعدم اور بے اثر طلاق کو کریمنل اقدام مان لیا، انہیں سونچنا چاہئے تھا کہ بے اثر لفظ کی تکرار کوئی کریمنل اقدام کیسے ہوجائیگا۔ اس بل کو لانیکی ضرورت کیوں پڑی؟ اسکی وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا، کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے باوجود لوگ تین طلاق دینے سے باز نہیں آرہے تھے اور ایک ساتھ تین طلاق کے بہتر (۷۲) کیس ریکارڈ کئے گئے اسلئے سخت قانون کی ضرورت پڑی، پہلا سوال تو یہ ہے کہ جب سپریم کورٹ کے فیصلہ کے پیش نظر طلاق دینے کا کوئی اثر ہوا ہی نہیں، تو پھر تین طلاق کو سخت قانون سے روکنے کا کیا مطلب ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ تازہ بل میں تین طلاق دینے والے تین سال کی سزا کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں، اور بیوی بچوں کی کفالت بھی طلاق دینے والے کے ذمہ ہوگی۔

اب اگر تین طلاق کے بعد عورت نے مجسٹریٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا، اور طلاق دینے والا تین سال کیلئے جیل چلا گیا، تو اس عورت اور بچوں کا کھانا خرچہ اور تعلیمی کفالت مرد جیل میں رہ کر کس آمدنی سے کرسکے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب مرد تین سال جیل میں زندگی گذار کر باہر آئیگا، تو وہ عورت اس وقت بھی اس کی بیوی رہیگی، (جیسا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے مگر موجودہ بل میں اس معاملہ پر خاموشی ہے) ایسی صورتحال میں جس عورت نے مرد کو تین سال جیل کی ہوا کھلائی اسے بیوی کی حیثیت سے ساتھ رکھنا کیا عملاً ممکن ہوگا۔

بل کا یہ پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ یہ کریمنل ایکٹ بننے والا ہے، جبکہ نکاح معاہدہ اور سول معاملہ ہے، سول معاملہ کو کریمنل بنا دینا خود قانون دانوں کی واضح رائے کے خلاف ہے، ۲۰۰۶ء میں سپریم کورٹ کے ججوں مسٹر ایچ کے سیما اور مسٹر آر وی رویندرن نے فیصلہ دیا تھا کہ سول معاملات کو کریمنل بنا دینا صحیح نہیں ہے ایسی کسی بھی کوشش کو بہتر نہیں کہا جاسکتا یہ طریقہ کار انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے، جسکی حوصلہ شکنی ضروری ہے۔

جب سپریم کورٹ نے ایک ساتھ تین طلاق کو بے اثر بنا دیا ہے تو بیوی کیلئے پھر اسمیں نہ علیحدگی کا معاملہ ہے اور نہ کوئی بُری بات، اسے تشدد آمیز جملہ بھی نہیں کہا جاسکتا اور نہ اسے گالی کے درجہ میں رکھا جاسکتا ہے، اگر مرکزی حکومت اسے گالی سمجھتی ہے تو اسکے لئے بھی قانون موجود ہے، اگر کسی حساس خاتون کو اسکی وجہ سے ذہنی ایذارسانی ہوتی ہے تو شوہر کی طرف سے ذہنی یا جسمانی ایذارسانی کیلئے ڈومیسٹک وائلنس ایکٹ ۲۰۰۵ (Domestic Voilence Act 2005) موجود ہے، عورت مجسٹریٹ تک معاملہ پہونچا سکتی ہے وہاں سے ایذارسانی کا علاج نکلے گا، یہ پورا معاملہ بھی سول پروسیجور (Civil Procedure) کا ہے کریمنل کا نہیں ہے، پھر یہ کہاں تک قانوناً درست ہوگا، کہ جس چیز کو عدالت عالیہ بے اثر قرار دے چکی ہے اس پر ایکبارگی بلاسبب کریمنل قانون بنا دیا جائے جبکہ قانون سازی کی تاریخ یہ ہیکہ ذہنی یا جسمانی تشدد کو پہلے سول معاملہ کے درجہ میں رکھا جاتا ہے۔

اس معاملہ کو قانون شہادت کی روشنی میں بھی دیکھا جانا چاہئے۔ عام طور پر تین طلاق بیوی کو کسی ناراضگی یا جھگڑے کے موقعہ پر دیجاتی ہے، جہاں اکثر وبیشتر مواقع پر میاں بیوی ہی ہوتے ہیں، خاندان یا محلّہ کے لوگ کبھی کبھار ہی جمع ہوجاتے ہیں۔ اب اگر بیوی مجسٹریٹ کے یہاں تین طلاق کا دعویٰ کرے، تو قانون شہادت کی رو سے گواہ کہاں ملیں گے؟ کون خاندان والا اپنے عزیز کو تین سال کی جیل بھیجنے کی گواہی دیگا؟ اور اگر طلاق کے وقت صرف شوہر بیوی تھے تو گواہی کا معاملہ اور بھی مشکل ہے۔

جن لوگوں کے سامنے گھریلو جھگڑوں یا میاں بیوی کی تلخیوں کے واقعات آتے رہتے ہیں وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ اچھی خاصی تعداد میں ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں، جو شوہر کی بدمزاجی، سخت گیری یا مزاج نہ ملنے کی وجہ سے شوہر سے پہلی فرصت میں گلوخلاصی چاہتی ہیں، اور وہ خود مطالبہ کرتی ہیں، کہ انہیں فوراً تین طلاق دیکر چھٹکارہ دیدیا جائے۔ اور سمجھانے سے شوہر بھی شرطوں کے ساتھ یا بلاشرط تین طلاق دینے کو تیار ہوجاتا ہے۔ مگر اس بل کے ایکٹ بننے کے بعد کوئی مرد مذکورہ شکل میں بیوی کو علیٰحدہ کرنیکی ہمت کرے گا؟ یہ سمجھنا کہ تین طلاق مرد ہمیشہ یک طرفہ دیتا ہے، سماجی حالات کو نہ جاننے کی وجہ سے ہے، جن لوگوں کو دارالافتاء اور دارالقضاء کے کاموں کا تجربہ ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ طلاق عورت کے اصرار پر بھی مردوں کو دینی پڑتی ہے۔

سیاسی مقاصد کی تکمیل کیلئے عجلت میں لایا گیا یہ بل ان لوگوں نے تیار کیا ہے جنہیں مسلم سماج کے انداز ومزاج، مسائل ومشکلات، سہولتوں اور دشواریوں کا اندازہ نہیں ہے، انہیں ایک کریمنل لا بنانا تھا، یہی سرکار والا تبار کا آدیش تھا انہوں نے سخت قسم کا قانون ڈرافٹ کردیا، انہوں نے یہ بھی نہیں سونچا کہ دستور کی آرٹیکل ۱۴-۱۵ کی خلاف ورزی ہوگی، جب تین طلاق بے اثر ہے، تو پھر جیل کی سزا کیوں؟ انہوں نے یہ بھی نہیں سونچا کہ جب دوسرے مذہب کے ماننے والوں کیلئے بیوی کو چھوڑ دینے کی سزا ایک سال ہے، تو مسلمانوں کو نہ چھوڑنے پر تین سال کی سزا کیوں کردیجاسکتی ہے؟ کیا یہ قانون سازی میں مذہب کی بنیاد پر تفریق نہیں ہے اور کیا یہ آئین کے مطابق ہے؟

قانون سازوں کو یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اس ملک میں سنسس رپورٹ کے مطابق بتیس لاکھ عورتیں وہ ہیں جنہیں سات پھیرے کے کچھ دنوں بعد شوہروں نے چھوڑ دیا ہے اور وہ کسمپرسی کی زندگی گذار رہی ہیں، ان کی زندگی گذارنے کا کوئی نظم ہونا چاہئے، ان کے شوہروں نے انہیں چھوڑ رکھا ہے وہ بھی غلط کار ہیں، ان کے لئے بھی سزا ہونی چاہئے۔

یہ بل اپنے اندر کئی تضاد رکھتا ہے، اور سپریم کورٹ کی منشا کے بھی خلاف ہے، اسپر غور وفکر کی ضرورت ہے اور اسے اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالہ کرنا چاہئے، یا پھر راجیہ سبھا اسے سیلیکٹ کمیٹی کے حوالہ کرے جہاں تمام گوشوں پر غور کیا جاسکے، دانشوروں، علماء کرام سے بھی مشورہ لے کر اسکی خامیوں کو دور کیا جائے۔ ورنہ موجودہ صورتحال میں کئی اہم سوالات ہیں جو سپریم کورٹ کے فیصلہ اور پیش کردہ بل کے نتیجہ میں بھی ابھر کر سامنے آتے ہیں، جن پر پارلیمنٹ کے اندر بحث ہونی چاہئے، اور علماء اور دانشوروں کو بھی اپنی رائے دینی چاہئے۔

حاصل مطالعہ

کھانے میں کوئی زہر ڈال دے تو اس کا علاج ممکن ہے، لیکن ''کان'' میں کوئی ''زہر'' ڈال دے تو اس کا کوئی علاج نہیں ☆ آئینہ اور پرچھائیں کی طرح دوستوں کو رکھئے کیوں کہ آئینہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور پرچھائیں کبھی ساتھ نہیں چھوڑتی ☆ میں اپنی زندگی میں ہر کسی کو اہمیت دیتا ہوں کیوں کہ جو اچھے ہوں گے وہ ساتھ دیں گے اور جو بُرے ہوں گے وہ سبق دیں گے ☆ اگر لوگ صرف ضرورت پر ہی آپ کو یاد کرتے ہیں تو برا مت مانیے، کیوں کہ موم بتی کی یاد تبھی آتی ہے جب تاریکی ہوتی ہے۔

بلا تبصرہ

''اپوزیشن کی مخالفت کے باوجود اتر پردیش کی یوگی حکومت نے مکوکا کے طرز پر یوپی کوکا (اتر پردیش کنٹرول آف آرگنائزڈ کرائم ایکٹ) کو قانونی شکل دیدی ہے، اتر پردیش کا یہ نیا قانون عوام مخالف قانون ہے...... حکومت کے پاس اب زیادہ طاقت ہوگئی ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کو زیادہ وقت تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید رکھ سکیں اور غیر قانونی طریقے سے مخالفوں کا غیر قانونی قتل کرسکیں۔''

(سیما آزاد: عوامی نیوز ۲۷؍دسمبر ۲۰۱۷ء)

اللہ کی باتیں ــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا عبد الباسط ندوی

اپنے خالق ومالک سے رشتہ استوار کیجئے

یاایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ إن اللہ مع الصابرین (البقرۃ:۱۵۳) اے ایمان والو صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ سے مدد چاہو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وضاحت : انسان کی زندگی میں خصوصاً مسلمانوں کے لئے سرد وگرم حالات ہمیشہ آتے رہے ہیں، مگر اس وقت جن حالات سے وہ گزر رہے ہیں، شاید ہی اس طرح کی سنگین صورت حال کا سامنا ماضی میں کیا گیا ہوگا، اس وقت ہر طرف اور ہر جگہ مسلمان ہی دوسری قوموں کے نشانہ پر ہیں اور مذہب ہی کی بنیاد پر ان کو نشانہ بنایا جارہا ہے، جبکہ خود مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب سے بے پرواہ بلکہ بے زار صرف اپنی دنیوی زندگی کو بنانے، سنوارنے اور خواہشات نفس کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت حال میں اگر ان کا قتل عام ہو، جہاں پکڑے جائیں ختم کردیئے جائیں، جو چاہے ان کے خلاف جس طرح چاہے اقدام کرلے اور خود ان سے بھی جس طرح چاہے کام لے لے، یہ کوئی بعید نہیں بلکہ عین ممکن ہے اور عملاً ہورہا ہے، اب جبکہ پانی سر سے اونچا ہوچکا ہے اور مسلمانوں کی اکثریت اب بھی غفلت میں پڑی ہوئی ہے، ضرورت ہے کہ ان کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کیا جائے، انہیں ان کی ذمہ داریوں کو یاد دلایا جائے کہ اب بھی حالات اتنے سنگین نہیں ہوئے کہ وہ سنبھل نہ سکیں، بلکہ اگر وہ بیدار ہوجائیں اور مذہب کے تیئں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لیں تو آج بھی انہیں کا مستقبل ہے اور آج بھی وہ پھر سے اپنی گرتی ہوئی حیثیت کو بحال کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں، اس میں سب سے اہم اور پہلا مرحلہ یہی ہے کہ ہم سب اپنا رشتہ اپنے خالق ومالک حقیقی سے مضبوط واستوار کریں اور اس کا طریقہ ہمیں قرآن کریم نے یہی بتلایا ہے کہ ’’استعینوا بالصبر والصلاۃ ‘‘صبر ونماز سے سہارا حاصل کرو، مفتی محمد شفیعؒ صاحب لکھتے ہیں۔ ’’تمام حوائج وضروریات کو پورا کرنے اور تمام آفات ومصائب اور تکالیف کو دور کرنے کا نسخہ اکسیر دو جزء سے مرکب ہے، ایک صبر دوسرے نماز‘‘ (معارف القرآن) مولانا عبد الماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں ’’صبر ایک سلبی کیفیت اور صلاۃ ایک ایجابی عمل ہے، ان دو کلیدی لفظوں سے اشارہ ادھر ہوگیا کہ انفرادی اصلاح اور اجتماعی فلاح دونوں کا راز صرف ان دو چیزوں میں ہے، ایک معاصی سے حفظ واحتیاط دوسرے اوامر کا اتباع‘‘ (تفسیر ماجدی) مولانا ابوالکلام آزادؒ لکھتے ہیں ’’صبر اور نماز کی قوتوں سے مدد لو۔ صبر کی حقیقت یہ ہے کہ مشکلات ومصائب کو جھیلنے اور نفسانی خواہشوں سے مغلوب نہ ہونے کی قوت پیدا ہوجائے، نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر وفکر سے روح کو تقویت ملتی رہے، جس جماعت میں یہ دو قوتیں پیدا ہوجائیں گی وہ کبھی ناکام نہیں ہوسکتی‘‘ (ترجمان القرآن) یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھی کوئی سنگین معاملہ پیش آتا تو آپ ﷺ نماز کی طرف لپکتے، روایتوں میں آتا ہے ’’إذا حزبہ امر فزع إلی الصلوۃ ‘‘ (قرطبی) دوسری جگہ ہے ’’إذا حزبہ امر صلی ‘‘ (سنن ابی داود، رقم الحدیث: ۱۳۱۹، باب وقت قیام النبی ﷺ) قرآن کریم میں بھی اسی طرح کی ہدایت ملتی ہے کہ ’’امن یجیب المضطر إذا دعاہ ویکشف السوء (النمل:۶۲) وہ کون ہے جو بے کس کی فریاد کو سنتا ہے اور مصیبت کو دور کردیتا ہے، اس کی تائید خود آپ ﷺ کے اس عمل سے بھی ہوتی ہے، غزوۂ بدر میں آپ ﷺ نے ایک طرف دشمنوں سے مقابلہ اور معرکہ آرائی کے لئے صحابہ کی صفیں لگادیں تو دوسری طرف خود سجدے میں گر کر اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں کرنے لگے اور اپنی کامیابی وفتح مندی مانگ لی، اس لئے اس وقت اگر مسلمانوں کے اندر یہ دو چیزیں آجائیں تو وہ ہر طرح کی مشکلات وپریشانیوں سے نکل کر کامیابی وکامرانی اور سکون واطمینان کی طرف قدم بڑھانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں، ایک تو اپنے کو گناہوں سے دور رکھنے، اللہ کی طاعت وعبادت میں جو بھی مشقت وپریشانی پیش آئے، اسے بخوشی برداشت کرنے اور ہر طرح کی جسمانی ومالی پریشانیوں کو جھیلنے کی صلاحیت پیدا کرلیں۔ دوسرے اللہ کی طاعات میں سب سے اہم طاعت نماز کا اپنے کو پابند بنالیں کہ یہی اصل نسخہ اکسیر ہے، جس کی وجہ سے مومن وکافر کا امتیاز بھی ہوتا ہے، اس کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسی سورہ کے آیت نمبر ۴۵ پر بھی اللہ تعالی نے یہی حکم فرمایا کہ استعینوا بالصبر والصلاۃ لیکن ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ’’و إنھا لکبیرۃ إلا علی الخاشعین ‘‘ کہ صبر ونماز کے ذریعہ اللہ کی مدد حاصل کرو، البتہ نماز راحت پسند طبیعت پر بہت ہی گراں ہے، ہاں ان لوگوں پر گراں نہیں جن کے دل اللہ کے حضور جھکے رہتے ہیں، آگے ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا، الذین یظنون أنھم ملقوا ربھم و أنھم إلیہ راجعون (البقرہ:۴۶) کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خیال رہتا ہے کہ انہیں اپنے پروردگار سے ملنا بھی ہے اور اس کا کہ انہیں اسی کی طرف واپس ہونا ہے، گویا صبر ونماز یہ دونوں ایسے اعمال ہیں کہ انسان اس دنیا میں ان دونوں کے ذریعہ بڑا سے بڑا انقلاب برپا کرسکتا ہے، بس ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنی دنیوی لذتوں، خواہشوں اور راحتوں سے تھوڑی دوری بنائیں اور اللہ ورسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کرتے ہوئے صبر ونماز کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں جگہ دیدیں۔ ع

اب ہمیں جینے کا انداز بدلنا ہوگا – راہِ گل چھوڑ کر کانٹوں پر بھی چلنا ہوگا

تفسیر کبیر میں امام رازیؒ نے صبر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ’’اما الصبر فھو قھر النفس علی احتمال المکارہ فی ذات اللہ تعالی وتوطیتھا علی تحمل المشاق وتجنب الجزع، ومن حمل نفسہ وقلبہ علی ھذا التذلیل سھل علیہ فعل الطاعات وتحمل مشاق العبادات وتجنب المحظورات ‘‘صبر دراصل نام ہے اپنے نفس کو اللہ کے لئے گراں بار ونا گوار خاطر امور کو برداشت کرنے کے لئے تیار کرنا اور جزع وفزع سے دور رکھنا، جو شخص اپنے کو اس کا عادی بنالے گا اس کے لئے اللہ کی طاعت، عبادتوں کی مشقت کا برداشت کرنا اور محرمات سے بچنا آسان ہوجائے گا۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

مسافر کے چھوڑے ہوئے سامان کا حکم

میں آٹو چلاتا ہوں، رات کے وقت جب مسافروں کو اتار کر آٹو لیکر گھر آیا تو آٹو کے پیچھے والے حصہ میں ایک بیگ نظر آیا، جو کسی مسافر کا چھوٹ گیا تھا، لیکن اس وقت تک اتنی دیر ہوگئی تھی کہ مسافر کا ملنا مشکل تھا، بیگ میں مسافر کا سامان ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

آپ صاحب سامان کا پتہ لگاتے رہئے اگر وہ مل جائے تو ان کے حوالہ کردیجئے، اگر اس کا پتہ معلوم نہ ہوسکے اور اس کے ورثا کی بھی خبر نہ ہو اور پورے طور پر مایوسی ہوجائے تو اسے صدقہ کردیں۔ فقط۔

آلات لہو ولعب کی خرید وفروخت

میں ڈھول باجا، سارنگی، گانے کی کیسٹیں، رومانٹک ناول کی کتابیں فروخت کرتا ہوں، ساتھ ہی موبائل میں گانا اور فحش تصویریں لوڈ کرتا ہوں، یہ کاروبار میرے لئے درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

ڈھول، باجا، سارنگی، گانے کیسٹیں، فحش لٹریچر اور اخلاق سوز ناولوں کی خرید وفروخت، اسی طرح موبائل میں گانا اور فحش تصاویر لوڈ کرنا یہ سارے کاروبار مسلمانوں کے لئے بالکل ناجائز وحرام ہیں، کیونکہ یہ سب لہو ولعب اور فسق وفجور کے سامان ہیں، ان سے گناہ اور بے حیائی کا کام فروغ پاتا ہے جبکہ کتاب وسنت میں گناہ کے کاموں میں مدد کرنے اور بے حیای کو فروغ دینے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے، گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے کی مددمت کرو (مائدہ:۲) سورہ نور میں ارشاد فرمایا: جو لوگ ایمان والوں میں بے حیائی کی باتوں کو شائع کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذات ہے (پ۱۸، آیت ۱۹) علامہ شامی فرماتے ہیں: ان الملاھی کلھا حرام (کتاب الحظر والاباحہ) لہذا ایسے کاروبار سے مکمل احتراز ضروری ہے، صاف ستھرا اور حلال کاروبار اختیار کریں، اسی میں برکت ہوگی۔ فقط۔

مردوں کا ہاتھ اور گلے میں دھاگہ، چین اور لاکٹ پہننا

آج کل بہت سارے مردوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ ہاتھ میں دھاگہ، چین اور کڑا پہنتے ہیں، اسی طرح گلے میں لاکٹ اور چین کا استعمال کرتے ہیں، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

ہاتھ میں دھاگہ یا لوہے کا کڑا پہننا ہندوؤں اور سکھوں کا شیوہ ہے اسی طرح گلے میں چین اور لاکٹ وغیرہ کا پہننا فساق وفجار کا شیوہ ہے یا پھر عورتوں کا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے پر لعنت فرمائی ہے (صحیح بخاری) اور غیر قوموں کی مشابہت اختیار کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی دوسری قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار بھی اسی قوم میں ہوگا۔ (ابوداؤد:۴۰۳۱) یہ بہت ہی سخت وعید ہے۔ لہذا مسلمان مردوں کو ہاتھ میں دھاگہ، چین یا کڑے پہننا اسی طرح گلے میں چین یا لاکٹ کا پہننا شرعاً ناجائز وحرام ہے، اس سے پرہیز لازم وضروری ہے۔ فقط

عورتوں کا سر کے بال کٹانا اور بھنویں باریک بنوانا

عورتوں کا سر کے بال کٹانے اور بھویں باریک بنوانے کے مقصد سے بیوٹی پارلر جانا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

عورتوں کا بھوؤں کو باریک بنانا اور سر کے بال کٹانا شرعاً جائز نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ ’’اللہ کی لعنت ہو گوندنے والی اور بالوں کو اکھاڑنے والیوں پر، حسن کے لئے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے والی اور اللہ کی تخلیق میں تغیر پیدا کرنے والی عورتوں پر (صحیح بخاری) علامہ شامیؒ فرماتے ہیں، عورت نے اپنے سر کا بال کاٹا تو گنہگار ہوگی اور اس پر لعنت کی جائے گی، بزازیہ میں ہے، اگرچہ شوہر کی اجازت سے کاٹا ہو، کیونکہ خالق کی نافرمانی کرکے کسی مخلوق کو راضی نہیں کیا جاسکتا۔ (شامی ۹/۵۸۷) لہذا مذکورہ مقصد کے تحت عورتوں کا بیوٹی پارلر جانا شرعاً درست نہیں ہے، ان پر اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔

راشن ڈیلروں کا بدعنوانی کرنا

سرکار عوام کو ڈیلروں کے ذریعہ کم قیمت پر راشن فراہم کرتی ہے، جس کی پوری فہرست ہر ڈیلر کے پاس موجود ہوتی ہے، ڈیلر کے ذمہ اسی فہرست کے مطابق راشن لاکر لوگوں کے درمیان تقسیم کرنا ہے، لیکن آج کل ڈیلر بہت سی بدعنوانیوں کا شکار ہے، کبھی کسی حلقہ میں لوگوں کو خبر نہیں کرتا اور راشن بچا کر مارکیٹ کی قیمت کے حساب سے فروخت کرلیتا ہے، کبھی خود راشن کارڈ والوں سے متعینہ رقم سے زائد وصول کرتا ہے، اس طرح کا عمل شرعاً کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

عوام کے ہاتھوں راشن فروخت کرنے والی اصل میں حکومت ہے، ڈیلر کی حیثیت صرف وکیل کی ہے، حکومت نے جب ایک قیمت متعین کردی کہ اسی متعینہ قیمت پر عوام کو راشن دینا ہے اس سے نہ تو زیادہ اور نہ کم، اس نے راشن کی مقدار بھی متعین کردی ہے اور خریداری بھی، تو ایسی صورت میں ڈیلروں پر ان تمام باتوں کی پابندی قانوناً وشرعاً لازم وضروری ہے اور خلاف ورزی کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ لہذا ایسی صورت میں ڈیلر کا حق داروں کو کسی نہ کسی بہانے محروم کرنا اور غیر قانونی راستہ اختیار کرکے غلط ڈھنگ سے نفع حاصل کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اور نہ ہی ایسی آمدنی اس کے لئے حلال ہے۔ فقط

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

مورخہ ۱۳؍ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۱۸ء روز سوموار

پوسٹ مارٹم

شادی شدہ مسلم خواتین کے حقوق کے تحفظ اوران کے شوہروں کی جانب سے طلاق کے واقعات کوروکنے کے لیے حکومت نے ایک بل کا مسودہ تیار کیا ہے جسے مسلم خواتین (نکاح سے متعلق حقوق کے تحفظ) کا بل ۲۰۱۷ء کے نام سے جانا جائے گا، اس بل میں جس کا مسودہ وزارتی گروپ نے تیار کیا ہے، ہرقسم کے طلاق کوغیر قانونی اور باطل قرار دیا ہے، اس بل کے باب دوم میں لکھا ہے کہ ”کسی بھی شخص کا اپنی بیوی کوکوئی بھی طلاق الفاظ کے ذریعہ دینا خواہ زبانی ہو یا تحریری شکل میں ہو یا برقی شکل میں یا کسی بھی طرح دی جائے، غیر قانونی اور باطل ہوگی، اس دفعہ کی رو سے مرد طلاق کے حق کا استعمال نہیں کرسکتا اور اگر کرتا ہے تو غیر قانونی اور باطل قرار پائے گی، اس دفعہ میں تین طلاق کی بات نہیں ہے، سپریم کورٹ نے تین طلاق کو کالعدم کہا تھا، اس فیصلے کا سہارا لے کر حکومت ہرقسم کے طلاق پر پابندی لگانا چاہتی ہے، تاکہ دوسرے مذاہب کی طرح طلاق دینے میں کورٹ کا سہارا لیا جائے اور مرد اپنی مرضی سے طلاق نہ دے سکے، جس کا حق شریعت نے مسلمان مردوں کو دیا ہے، اسی بل میں دفعہ (۱) کے ضمن (۲) میں طے کیا گیا ہے کہ اس بل میں ”طلاق کا مفہوم ہے طلاق بدعت یا طلاق کی ہر ایسی مماثل شکل جو شوہر کی جانب سے دی جائے اور فوری اور غیر رجعی طور پر واقع ہوتی ہو“ غور کریں تو دونوں دفعات میں تضاد نظر آئے گا، پہلے دفعہ میں ہرقسم کے طلاق کو سرے سے باطل قرار دیا گیا تھا، جب کہ اس دفعہ میں رجعی طلاق کی حد تک گنجائش معلوم ہوتی ہے، البتہ طلاق بائن کی اجازت اس بل کے اعتبار سے نہیں ہوگی، اب اگر کسی نے دیدیا تو باطل قرار پائے گی جیسے مجنون بکواس، چلئے طلاق تو کالعدم ہوا، لیکن چونکہ آپ زبان پر طلاق لائے خواہ اس کا اثر عدالت اور اس قانون کے رو سے کالعدم ہو اور اس کا کوئی اثر مطلقہ پر نہ پڑتا ہو، لیکن آپ کو سزا ملے گی، اس جرم کی جس کا نقصان قانون کی نظر میں عورت کو نہیں ہوا، تین سال تک جیل میں رہنا پڑ سکتا ہے، مالی جرمانہ بھی دینا پڑ سکتا ہے، آپ کی بیوی بھلے ہی تھانہ نہ گئی ہو لیکن پولیس کے لیے آپ کی زبان پر اس لفظ کا آنا ہی قابل دست اندازی جرم ہوگا، اور آپ کی ضمانت بھی نہیں ہوسکے گی، رہ گیے بچے تو آپ کے مال سے وہ گذارہ بھتہ پانے کے حقدار ہوں گے، اور یہ رقم مجسٹریٹ اپنی صوابدید سے طے کردے گا، یہ بل اس بات سے بھی خاموش ہے کہ اگر شوہر کے پاس مال نہ ہو تو کیا مرکزی حکومت اس کے بچوں کی پرورش و پرداخت کی ذمہ داری لے گی یا نہیں۔

دراصل حکومت اور نام نہاد حقوق خواتین سے متعلق تنظیموں کا نقطۂ نظر خالص مادی ہے، وہ میاں بیوی کے رشتے کو مادیت سے ناپتے ہیں، اس میں شادی شدہ مسلم خواتین کے لیے جنسی مساوات اور جنسی انصاف کا لفظ محض بل کو باوزن بنانے کے لیے کیا گیا ہے، اسی طرح عورتوں کو بااختیار بنانے اور امتیازی سلوک کو ختم کرنے کے الفاظ بھی ہاتھی کے دانت کی طرح ہیں، جو دیکھنے میں بھلے معلوم ہوتے ہیں، لیکن حقیقتا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، جس بیوی نے شوہر کو تین سال کے لیے جیل بھیجوا دیا ہو، وہ واپسی کے بعد عورت کو کس طرح رکھے گا، اس کا اندازہ ہندوستان کے ہر شہری کو ہے، مجسٹریٹ کے فیصلہ کی بنیاد پر گذارہ بھتہ تو مل جائے گا لیکن گھریلو اور خانگی زندگی کے پرسکون ہونے کے لیے جو ہم مزاجی ضروری ہے، کیا وہ بھی جیل سے لوٹنے کے بعد مرد وعورت کے درمیان باقی رہ جائے گا، اگر یہ رشتہ برقرار بھی رہے گا تو کینہ وکدورت کے ساتھ اور وہ الفت ومحبت باقی نہیں رہے گی، جو میاں بیوی کی زندگی کا ہندوستان میں طرۂ امتیاز سمجھا جاتا ہے، یہاں پر مجھے راجندر سنگھ بیدی کی ایک کہانی یاد آرہی ہے، ایک چادر میلی سی، ہندو پاک کی تقسیم کے بعد ایک عورت سرحد کے اس پار رہ جاتی ہے، بہت دنوں بعد جب وہ عورت ہندوستان اپنے شوہر کے پاس آتی ہے تو اس کا شوہر اسے پہچان کر اپنے گھر لے آتا ہے، وہ اس کی خوب خاطر مدارات کرتا ہے، ایک دن اس سے کہتا ہے کہ میں تو تمہیں دیوی سمجھتا ہوِ بیوی کہتی ہے کہ تم مجھے دیوی نہیں سمجھو، بچھڑنے سے پہلے ہم جیسے پتی پتنی تھے ویسے ہی سمجھو، ویسے ہی رکھو اور ویسے ہی برتاؤ کرو، طلاق کے مسئلے پر سزا کاٹنے کے بعد اولا تو رشتہ باقی نہیں رہے گا اور اگر باقی رہ بھی گیا تو وہ بے رس اور سپاٹ ہوگا، شوہر بیوی کو قانون کے ڈر سے گھر میں رکھے گا ہوسکتا ہے وہ اسے دیوی کی طرح رکھے، لیکن اس کا بھلا ہوگا، اور نہ ہی بچوں کا۔

قانون کے مسودہ کے مطابق طلاق دینا سول لا کے تحت نہیں آئے گا، کرائم کے زمرے میں ہوگا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب وہ سزا کاٹ کر آئے گا تو نہ تو وہ الیکشن میں کھڑا ہو سکے گا اور نہ ہی سرکاری ملازمت پاسکے گا، اس طرح مسلمانوں کا تناسب دھیرے دھیرے کم ہوتا چلا جائے گا، جو پہلے ہی خطرناک حد تک کم ہے، اندیشے اور بھی ہیں، جس طرح ڈوری ایکٹ کا غلط استعمال ہو رہا ہے اور اسی طرح عورت اپنے شوہر کو پریشان اور خاندان والوں کو ہراساں کرنے کے لیے استعمال کرسکتی ہے، اس قانون کا استعمال اس سے کہیں زیادہ خطرناک طور پر ہوگا اور اچھی خاصی زندگی اجیرن ہو کر رہ جائے گی۔

اس لیے مسلم پرسنل لابورڈ نے حکومت پر واضح کر دیا ہے کہ یہ بل کسی بھی طرح مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہے، اس لیے کہ یہ دستور ہند میں دیے گیے دفعہ ۲۵ کے خلاف ہے، گارجین ایکٹ سے متصادم ہے، اس کے دفعات آئین ہند میں متضاد ہیں، اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس سے مسلم پرسنل لا میں مداخلت کا دروازہ کھلتا ہے، نیز یہ عدالت عظمیٰ کے منشا کے خلاف ہے، عدالت عظمیٰ نے قانون سازی کی بات کہی ضرور تھی، لیکن اس کا تعلق صرف طلاق بدعت سے تھا، جبکہ یہ بل ہرقسم کے طلاق پر پابندی عائد کرتا ہے۔

صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے وزیر اعظم کو اپنے احساسات سے باخبر کرادیا ہے، اس کے بعد بھی اگر حکومت کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ہے تو بورڈ کو آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنا چاہیے، اس درمیان ملت ٹائمز نیوز کی ایک سروے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۹۶؍فیصد افراد نے اس بل کی مخالفت کی ہے، جن میں پندرہ فی صد خواتین بھی ہیں، قابل ذکر بات یہ ہے کہ خواتین میں سے کسی نے بھی اس بل کی حمایت میں بات نہیں کہی، صرف چار فی صد قارئین نے ہی بل کی حمایت کی بات کی۔

مسئلہ القدس

امریکہ کی مسلسل دھمکی کے باوجود ایک سو اٹھائیس ملکوں نے امریکہ کے خلاف اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ووٹ دیا، نو ممالک نے امریکہ کی دھمکی کے نتیجے میں اس کا ساتھ دیا، جب کہ پینتیس ملکوں نے ووٹ میں حصہ نہیں لیا، اس فیصلے سے یروشلم کو اسرائیل کا دار الحکومت ماننے کے بارے میں امریکہ کی مہم کو سخت دھچکا لگا اور اس صورت حال نے واضح کر دیا کہ ابھی ضمیر مردہ نہیں ہوا ہے، حق بات کہنے والے لوگ اب بھی ہیں، اور وہ امریکہ کی گیڈر بھبھکیوں میں آنے والے نہیں ہیں۔

اس مسئلہ پر سلامتی کونسل میں بحث اور ووٹنگ ہوئی، اس میں امریکہ نے ویٹو لگا کر اس تحریک کو ناکام کر دیا، جب کہ سلامتی کونسل کے چار مستقل اور دس غیر مستقل ارکان نے فلسطین کی حمایت میں ووٹ دیا تھا، اس مسئلہ پر فرانس، برطانیہ، روس اور چین متحد تھے، صرف امریکہ کی وجہ سے وہاں یہ قرارداد منظور نہیں ہوسکی تھی۔ اس کے بعد جنرل اسمبلی کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا اور فلسطین کے موقف پر بحث کے بعد ووٹنگ کرائی گئی، جس میں اسے منہ کی کھانی پڑی، اس درمیان ترک نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ مشرقی یروشلم کو فلسطین کے دار الحکومت کے طور پر تسلیم کر چکا ہے، اس لیے جلد ہی اس کا سفارت خانہ وہاں منتقل ہوگا، قابل ذکر بات یہ ہے کہ جن نو ملکوں نے اس معاملہ میں امریکہ کا ساتھ دیا، دنیا کے نقشے پر ان کی اہمیت نہیں ہے، وہ امریکہ کے ٹکڑوں پر پلنے والے ممالک ہیں اور انہیں اس کا خوف ستا رہا تھا کہ امریکہ اس کی امداد بند کر دے گا، اس معاملہ میں چونکا دینے والا فیصلہ حکومت ہند کا بھی تھا، اس نے بھی فلسطین کے حق میں ووٹ کیا، اور امریکہ کو بتا دیا کہ ہماری خارجہ پالیسی امریکہ کے دباؤ میں نہیں ہے، ہم خود مختار ہیں اور ماضی میں جو فلسطین کے سلسلے میں اس کا موقف رہا ہے، اس سے ہم ابھی ہٹے نہیں ہیں۔

اٹھارہ سال بعد

نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے لیڈر طارق انور کو اٹھارہ سال بعد اس کا ادراک ہوا ہے کہ ۱۹۹۹ء میں سونیا گاندھی کے غیر ملکی ہونے کا مسئلہ اٹھانا درست نہیں تھا، اس مسئلہ پر طارق انور، پی اے سنگما اور شرد پوار کو پارٹی سے نکال دیا گیا تھا، اوران لوگوں نے نیشنلسٹ کانگریس پارٹی (ان سی پی) کے نام سے نئی پارٹی کی داغ بیل ڈال دی تھی، عوام نے اس اعلان کو مسترد کر دیا تھا اور صرف سو دنوں کے اندر ہی مہاراشٹر میں دونوں پارٹی نے آپس میں مل کر حکومت بنایا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ اٹھارہ سال کے بعد طارق انور کے اس اعلان سے ملکی سیاست کو کوئی فائدہ پہونچے والا نہیں ہے، طارق انور نے اس وقت اگر یہ سوال نہیں اٹھایا ہوتا اور پارٹی نہیں ٹوٹی ہوتی تو آج ہندوسانی سیاست کا نقشہ کچھ اور ہوتا، لیکن ان تینوں (طارق انور، پی اے سنگما اور شرد پوار) کی بغاوت نے پارٹی کو بھی نقصان پہونچایا اور ان حضرات کے اس عمل سے ملکی سیاست کا رخ بھی بدلا اور اب پورا ہندوستان اس بدلے ہوئے رخ کا سامنا کرنے پر مجبور ہے۔

ٹو جی گھوٹالہ

سات سالوں تک چلے ٹو جی گھوٹالے کا سچ سامنے آگیا ہے اور اس کے سارے ملزم باعزت بری ہو گیے ہیں، اس گھوٹالہ کے اعلان سے ملک میں سیاسی طوفان برپا ہو گیا تھا، اور کہا جا رہا تھا کہ ٹو جی گھوٹالہ سے سرکاری خزانہ کو ایک لاکھ چھہتر ہزار کروڑ کا نقصان پہونچایا گیا ہے، پندرہ سو باون صفحات پر مشتمل اس فیصلہ کی خوبی یہ ہے کہ اس میں مجرم ایک بھی نہیں کیون کہ سی بی آئی کے پاس اس گھوٹالے کے سلسلے کے ثبوت نہیں تھے، اسپیشل سی بی آئی ایک بھی ثبوت ہمارے سامنے پیش نہیں کر پائی، یہ فیصلہ اگر کانگریس کے دور اقتدار میں آتا تو کہا جا سکتا تھا کہ سی بی آئی حکومت کے اشارے پر کام کر رہی ہے، لیکن مودی جی کے دور اقتدار میں آیا یہ فیصلہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے، اس فیصلہ سے معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑے آدمی کے خلاف جھوٹا کیس گڑھا جا سکتا ہے، جھوٹے مقدمات قائم کر کے ہراساں کیا جا سکتا ہے، جیل بھیجا جا سکتا ہے، اور صرف جھوٹ کی بنیاد پر حکومت کی چولیں ہلائی جاسکتی ہے، تحریک کھڑی کی جاسکتی ہے۔

اس فیصلہ پر اٹھائے گئے سوالات کا ایک دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ وزیر اعظم کے کرونا ندھی سے قریب ہونے کے لیے یہ ڈرامہ تو اسٹیج نہیں کیا، اس فیصلہ کی بنیاد پر بی جے پی تامل ناڈو میں کرونا گاندھی کی پارٹی سے تال میل کے لیے کوئی داؤ تو نہیں کھیل رہی ہے، اگر ایسا ہوتا ہے تو ملک میں پھر سوال کھڑا ہوگا کہ ٹو جی گھوٹالے کے ملزم کہاں ہیں؟ وہ بری کس طرح ہو گیے اور بری ہونے والے لوگ بی جے پی کے شانہ شانہ کیوں کھڑے ہیں، آنے والے دنوں میں سب کچھ صاف ہو جائے گا اور پتہ چل جائے گا کہ اس معاملہ کا سچ کیا تھا؟ ابھی تو لوگ صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ جب سی بی آئی کے پاس ثبوت نہیں تھے تو سات سال تک کیوں ایک غیر ضروری مقدمہ پر عدالت کا وقت اور ہندوستان کا سرمایہ برباد کیا اور کرایا۔

یادوں کے چراغ

نانی مرحومہ: آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

: ابرار احمدندوی قاسمی بنگلور

موت سے کسی کو انکار نہیں، اسی وجہ سے ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ مرنے سے قبل اپنے لئے توشہ آخرت جمع کرلے، اس کا حلقہء احباب وسیع ہو، اس کے چاہنے والوں کی کثرت ہو، اس کی نسل میں وسعت ہو، اس کی اولاد دینی تعلیم سے آراستہ ہو، حافظ، قاری، عالم، مفتی اور قاضی کی معتد بہ تعداد ہو، جوان کیلئے ذخیرہ آخرت بنے، لیکن یہ سعادت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی، بلکہ اللہ اپنے چنیدہ بندوں کو ہی اس سے نوازتے ہیں،

این سعادت بزورِ بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

انہی سعادتمندوں میں سے میری نانی مرحومہ تھیں [اللہ ان کو اپنے آغوشِ رحمت میں رکھے] مرحومہ اس شجرِ سایہ دار کی طرح تھیں، جس کی شاخیں دور دور تک پھیلی ہوں، اور سبھوں پر اپنا سایہ نچھاور کرتی ہوں، ان کی مثال اس گلستاں کی سی تھی جس میں انواع واقسام اور مختلف رنگ و بو والے پھول ہوں جن کی خوشبوؤں سے سارا باغ معطر ہو اور دل فرحت وانبساط سے جھوم اٹھتے ہوں، مرحومہ کی نجات کیلئے کیا یہ کم ہے کہ ان کی اولاد میں جہاں ایک طرف دینی تعلیم سے آراستہ افراد ہیں وہیں دوسری طرف عصری تعلیم سے بھی مزیّن اشخاص ہیں، ان میں سے کوئی قضاء کے جلیل القدر منصب پر فائز ہے، تو کوئی فتاوی نویسی کی صدارت پر، کوئی امامت کے عہدے پر جلوہ افروز ہے، تو کوئی خطابت کے عہدے پر، کوئی دینی مدارس میں زانوئے تلمذ تہ کر رہا ہے تو کوئی کالج و یونیورسٹی میں اپنی تشنگی بجھا رہا ہے، کوئی اندرونِ ملک، ملت کی خدمات انجام دے رہا ہے، تو کوئی بیرونِ ملک بندگانِ خدا کی تسلی کا سامان فراہم کررہا ہے، کسی کو فقہ میں طرہ امتیاز حاصل ہے تو کسی کو خطابت میں ملکہ، کسی کو قرآن کریم پر عبور حاصل ہے تو کسی کو زبان دانی پر ناز ہے، حتی کہ ایک ایک فرد بلا مبالغہ کئی زبان پر دسترس رکھتا ہے۔ الغرض مرحومہ ایک ایسے خاندان کی بے تاج ملکہ تھیں جو مختلف علوم وفنون کا حسین سنگم تھیں، جس میں اللہ نے چنیدہ چنیدہ افراد پیدا فرمائے ہیں۔ مرحومہ قرب وجوار کی وہ منفرد خاتون تھیں جنکی اولاد میں زائد از ڈیڑھ درجن حفاظِ کرام ہیں، علاوہ ازیں نصف درجن سے زائد مفتی، قاضی، مولوی، عالم، ندوی اور قاسمی حضرات ہیں۔ مرحومہ اپنے خاندان کی واحد ہستی تھیں جنہوں نے عمر کی سو بہاریں دیکھیں، لوگ اپنی حیات میں بیٹے اور بیٹی کی شادی کی تمنا لیئے دنیا سے گزر جاتے ہیں لیکن انکی آرزو پوری نہیں ہوتی، یہ مرحومہ کی خوش نصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ اپنی گود میں بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی حتی کہ نواسی کی نواسی کو بھی کھلا چکی ہیں۔ عموماً اتنی عمر میں ذہن مفلوج ہو جاتا ہے، اعضاء وجوارح جواب دے چکے ہوتے ہیں، جسم بوجھل ہو جاتا ہے، حواسِّ خمسہ خاص طور سے قوتِ سماعت و بصارت اپنے عمل سے عاجزی کا اظہار کر چکے ہوتے ہیں، لیکن مرحومہ کے تمام اعضاء اب تک سلامت تھے، آنکھوں کو ابھی تک عینک کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی، دانت ابھی بھی سپاری کو بے دردی سے پیس دیا کرتے تھے، بالوں میں ابھی تک سیاہی موجود تھی، ان کے جذبہء ایمانی، حرارتِ اسلامی اور صحت کا اندازہ اس بات سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے کہ اس سال ۲۰۱۷ء بھی انہوں نے رمضان کے پورے روزے رکھے۔ نہ مزاج میں کوئی تغیّر واقع ہوا تھا، نہ ہی آواز میں زوال کا کوئی شائبہ تھا۔ مرحومہ کے سامنے تمام لوگ طفلِ مکتب کی حیثیت رکھتے تھے، پھر بھی انہیں احترام اور محبت سے پکارتی تھیں، اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ وہ اپنے بڑے صاحبزادے (میرے بڑے ماموں) کو ہمیشہ بابو کے الفاظ سے پکارتی تھیں۔ حتیٰ کہ یہ جملہ کثرتِ استعمال کی وجہ سے زبان زدِ عام وخاص ہو چکا ہے۔ سب سے بزرگ ہستی ہونے کے باوجود گھر کے سب سے چھوٹے فرد سے بے انتہاء لاڈ پیار کرتی تھیں، خواہ وہ جوہر ہو یا اجالا، عکرمہ ہو یا عفان وعمار، عائشہ ہو یا ہبہ وشفاء۔ خدا نے ان کو خوبصورتی کے ساتھ ساتھ خوب سیرتی سے بھی نوازا تھا۔ چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی، دل میں کسی کے خلاف حسد، جلن، کینہ، کپٹ وغیرہ کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ جو کہنا ہوتا بے باکانہ انداز میں فوراً کہہ دیا کرتی تھیں، گھر سے باہر رہنے والوں کی کثرت کے باوجود ہر ایک کی آمد کا انتظار کرنا، آنے پر فرداً فرداً ہر ایک سے ملنا، مل کر مسرور ہونا اور نہ آنے والوں کی حالت دریافت کرنا، انکی عادتِ شریفہ تھی۔ کسی کی بیماری کی خبر سن کر تڑپ اٹھتی تھیں۔ ہاتھ میں ایک معمولی سی لاٹھی رہتی تھی جس سے برائے نام سہارا لیتی تھیں؛ بلکہ حقیقتاً لاٹھی کو ان سے سہارا ملتا تھا۔ شہر کی چکا چوندھ سے زیادہ انہیں دیہات کی آب وہوا اور سادگی عزیز تھی۔ تبھی تو اصرار کے باوجود پٹنہ میں قیام کو ترجیح نہیں دیتی تھیں۔ اور آدھا کنبہ دہلی میں رہنے کے باوجود کبھی دہلی کا دیدار تک نہیں کیا تھا۔ اتنے بڑے خاندان کی سربراہ ہونے کے باوجود دل میں ذرہ برابر تکبر نہ تھا۔ عاجزی، انکساری اور سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ساس ضرور تھیں لیکن ساس والا رعب نہ تھا، بہوؤں کے ساتھ ہمیشہ ماں جیسا برتاؤ کیا۔ کسی کو مخاطب کرنا ہوتا تو نہایت محبت سے نام لیکر پکارتیں۔ اب کون اس طرح محبت میں ڈوبے ہوئے الفاظ سے پکارے گا؟ اب کون صبح وشام گھر سے دروازہ اور دروازہ سے گھر کا چکر لگائیگا، اور ان کی پہرے داری کرے گا؟ اب کون چھوٹے چھوٹے بچوں کو لوریاں سنائیگا؟ سفر کیلئے نکلتے وقت اب کون سبھوں کے سروں اور چہروں پر مشفقانہ ہاتھ پھیرے گا اور رخصت کیلیئے کبھی باندھ تک تو کبھی ندی کے کنارے تک ساتھ ساتھ آئیگا؟ اب ایسا کون ہوگا جس کی زبان سے نکلنے والی تلخ باتیں بھی شیریں محسوس ہوں گی؟ یقیناً یہ اور اس طرح کے بیشتر سوالات ہمارے دلوں کو کچوکے لگاتے رہیں گے اور آنسو کا دریا بہاتے رہیں گے۔ کیونکہ اب وہ شمع ہمیشہ ہمیش کیلئے ۱۷؍دسمبر ۲۰۱۷ء مطابق ۲۷؍ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ اتوار کو دن کے تین بجکر دس منٹ پر بجھ چکی ہے؛ جس کے ارد گرد خاندان کے تمام افراد پروانہ وار ٹوٹے پڑتے تھے۔ مرحومہ تو خوش نصیب تھیں کہ اپنی زندگی کی تقریباً ساری خوشیاں پالیں اور آخرت میں بھی انشاء اللہ ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ ہوگا جب ہر طرف سے حفاظ کرام آئیں گے اور ان کی انگلیاں پکڑ پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے۔ اور خوش نصیب تو وہ بھی ہیں جنھوں نے زندگی بھر اور جنہوں نے وفات تک انکی خدمت کر کے اپنا فرض نبھایا۔ کتنے سعادتمند ہیں وہ لوگ جنھیں اس عظیم ہستی کی خدمت کا موقعہ نصیب ہوا اور کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ نفوس جن سے آخری گفتگو ہوئی ہوگی۔ مرحومہ جاتے جاتے بھی دونوں فرزندوں کے ہاتھ آپس میں ملا کر مادری محبت کا پیغام دے گئیں۔ مرحومہ امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ سے بیعت تھیں، خانقاہ رحمانی اور موجودہ سجادہ نشیں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ سے مضبوط روحانی رشتہ حیات قائم رہا، بدنصیب تو ہم ہیں کہ زندگی میں کوئی خدمت نہ کر سکے اور موت کے بعد طلبِ معاش کے چکر میں آخری دیدار سے بھی محروم رہے۔ افسوس کہ جس کی وجہ سے آج ہمارا وجود ہے، اسی کی قدر نہ کر سکے۔ جس کی دعاؤں کی بدولت آج ہم اس مقام پر ہیں اسی کو اپنی دعاؤں میں فراموش کر بیٹھے۔ ہم جب اس گھر میں قدم رکھیں گے تو نہ تو وہاں اس گھر کی ملکہ ہونگی اور نہ ہی وہ رونقیں اور چہل پہل ہونگی، بلکہ سکوت کا پہرا ہوگا اور خاموش در ودیوار ہم سے ضرور شکوہ کریں گے اور ہماری اس محرومی اور بدنصیبی کی وجہ دریافت کریں گے۔ اور ہم بھی سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ:

آ عندلیب! مل کے کریں آہ وزاریاں　　　تو ہائے گل پکار، میں چلاؤں ہائے دل

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

اردو کے اصولِ تدریس

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

فن تدریس مستقل ایک فن ہے، اس فن کے اصول وضابطے ہیں، ان اصولوں کو جاننے، سمجھنے برتنے سے تدریس کا عمل طلبہ کے لیے زیادہ مفید اور کارآمد ہوتا ہے، کلاس کے محدود وقت میں طلبہ کو کس طرح پڑھایا اور سکھایا جائے؟ ان امور کا جاننا ہر استاذ کے لیے ضروری ہے۔ اردو کے حوالہ سے فن تدریس کا ذکر کریں تو پرائمری، ثانوی اور اعلیٰ درجات میں تدریس کے فنی مباحث کو جاننا ضروری ہوگا، اور خواندگی کے طور طریقوں سے لے کر املا، مضمون نویسی، پیراگراف رائٹنگ اور ان کے مقاصد، اہمیت وافادیت کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہوگا۔

''اردو کے اصول تدریس'' پر حال ہی میں ایک نئی کتاب اسی نام سے آئی ہے، جن میں ان امور کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے، یہ ڈاکٹر ذاکر حسین کی تالیف ہے، جسے انہوں نے Scert کے نصاب کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا ہے، وہ بنیادی طور پر استاذ ہین اور محکمہ تعلیم بہار سرکار سے متعلق اساتذہ کو تربیت دینے کی خدمت پر مامور ہیں، اگر فل فارم اس مخفف کا نہ پوچھیے تو بتاؤں کہ وہ ڈی ایل، ایڈ، او، ڈی، ال اردو ڈائٹ دگھی میں ویشالی ضلع کے اساتذہ کو تربیت دیتے ہیں، وہ میرے اس زمانہ کے شاگرد ہیں، جب مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں پڑھنا پڑھانا میرا مشغلہ تھا اور ان دنوں وہاں یہ زیر تعلیم تھے، زبان میں فطری لکنت کی وجہ سے ان کی ترقی کے اس معیار تک پہونچنے کی امید تو ہم لوگوں کو نہیں تھی، لیکن محنتی تھے اور اس زمانہ سے ہی کچھ کر گذرنے کا جذبہ رکھتے تھے، انجمن مصلح الطلبہ کے پروگرام مین شرکت کرتے تھے، اور مقابلہ جاتی پروگراموں میں انعامات بھی اچک لیتے تھے، یہ اتفاق ہے کہ ان کے والد میرے والد کے شاگرد تھے اور یہ میرے حصے میں آگیے تھے، اب جو یہ ان کی پہلی کتاب اردو کے اصولِ تدریس پر آئی ہے تو فطرتاً خوشی ہوئی کہ ایک شاگرد تصنیف وتالیف کی دنیا میں داخل ہو گیا اور اس نے اساتذہ کے درمیان اپنی ''شناخت'' بنالی ہے، سرکاری سطح پر بھی ان کی خدمات کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔

اس کتاب کی طباعت مینار پبلی کیشن خزانچی روڈ نے تجارتی نقطۂ نظر سے کیا ہے، اس لیے کاغذ انتہائی ہلکا دیا ہے، اور اغلاط کی بھرمار ہے، پروف یا تو پڑھا نہیں گیا ہے، یا پڑھنے والا اس فن سے ناواقف ہے، حد تو یہ ہے کہ کتاب کے اندر موضوعات پر جو صفحات نمبر ڈالنے تھے، وہ بھی فہرست سے غائب اتنی موٹی بات سے نظر کیسے چوک گئی، سمجھ سے بالاتر ہے، کتاب پر مقدمہ مولانا ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی کا ہے، انہوں نے مصنف کی تعریف کی ہے اور ان کا حوصلہ بڑھایا ہے، ایک سو بانوے صفحات کی قیمت ڈیڑھ سو روپے زائد ہے، لیکن بک سیلروں کے کمیشن کا خیال رکھیں تو کچھ زائد بھی نہیں۔

کتاب کا انتساب والدین، اساتذہ، اور ماسٹر محمد عظیم الدین انصاری کے نام ہے، جن کی قدم قدم پر حوصلہ افزائی، اور مفید مشوروں سے یہ کام تکمیل کو پہونچا۔ کتاب کے مندرجات کے جائزہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہندی اور انگریزی کتابوں سے مستعار ہے، یہی وجہ ہے کہ انگریزی اور ہندی تعبیرات کو اردو کا جامہ پہنانے میں کافی غلطیاں در آئی ہیں، دوسری زبانوں کے مآخذ سے مواد اخذ کرنے کے لئے لیے ضروری ہے کہ اس زبان میں بھی مہارت ہو، یہ کتاب ٹیچرس ٹریننگ کے زیر تربیت اساتذہ کے نصاب کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے، لیکن مؤلف لکھتے ہیں کہ کتاب کی تدوین میں یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یہ طلبہ کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہو، اساتذہ کے لیے لکھی جانے والی کتاب طلبہ کے لیے مفید ہو، شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ اساتذہ ان اصولوں کو سامنے رکھ کر پڑھائین گے تو طلبہ کے لیے مفید ہوگا، اگر مقصود یہی ہے تو عبارت اور مطلب کو سمجھنے میں چمن رشک کرنی ہوگی۔ کتاب میں جن اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے، زبان وادب کے حوالہ سے ان کے اصلاحات کی بھی ضرورت ہے۔ جو الفاظ استعمال کیے گیے ہیں ان میں معانی ومفاہم کی ترسیل کی صلاحیت کمزور ہے، اور وہ اردو کے آج کل کے اساتذہ کی صلاحیت کے اعتبار سے اوپر کی چیز ہے، خصوصا پرائمری درجات کے اساتذہ کے لیے۔ اس تفصیل کا مطلب منفی تبصرہ نہیں، ان اغلاط کی نشان دہی ہے، جس نے اس کتاب کی افادیت واہمیت پر ہی سوالیہ نشان لگا دیا ہے، مینار پبلی کیشن والے کو تجارت کرنی ہے، کریں، لیکن کتاب کے مؤلف کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ کریں، اس سے مصنف کی صلاحیت ہی محل خطر میں آگئی ہے، اس لیے اس اڈیشن کے بعد صحت کے ساتھ دوسرا اڈیشن لانا چاہیے اور ضروری ہے کہ اس فن کے ماہرین کی اس کتاب پر نظر ثانی بھی ہونی چاہیے، زبانی بولنے میں جتنی غلطیاں ہوں چل جاتی ہیں، لیکن تحریری غلطیاں وہ بھی اصول پر لکھی گئی کتاب میں بہت کچھ داؤ پر لگا دیتی ہے۔ کاش یہ کتاب اغلاط، تعبیرات، اصطلاحات کے حوالہ سے ٹھیک ہوتی تو اساتذہ کو اس سے بڑا فائدہ پہونچتا اور اردو تدریس کے ذخیرہ مین اسے قابل قدر اضافہ سمجھا جاتا۔

اتحاد وقت کی ضرورت

رؤف اعظمی

آج دنیا بھر میں مسلمانوں میں عدم اتحاد کے سبب جو حالات پیش آرہے ہیں وہ ہم سے ڈھکے چھپے نہیں ہے، اتحاد نہ ہونے کے سبب آج مذہب اسلام کے ماننے والوں کو تشدد، تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے اس کی وجہ یہ ھیکہ ہم مسلمان تو ضرور ہیں، مگر اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت، عمل سے دور ہو گئے ہیں، ہماری صفوں میں اتحاد باقی نہیں رہا، دنیا کی محبت ہمارے دلوں میں رس بس گئی ہے، کیا وجہ تھی کہ اسلام کے جیالوں نے دنیا کے بیشتر مما لک پر حکمرانی کی ہے، عدل انصاف کا عملی نمونہ پیش کیا، مگر آج کے دور میں ہر زبان یہ کہہ رہی ہے کہ ہماری صفوں میں اتحاد پیدا کریں، مگر کوئی اس پر عمل کرنے کو تیار نہیں، آگے بڑھنے کو تیار نہیں، دنیا بھر میں مذہبی ،سیاسی، ملی رہنماؤں کی یہی صورتحال بنی ہوئی ہے، ایک مرکز پر جمع ہونے کیلئے تیار نہیں، چنانچہ اقوام وملل کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے اندر جب تک اتحاد واتفاق پایا جاتا رہا، تب تک وہ فتح ونصرت اور کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوتے رہے اور جوں ہی انہوں نے اتحاد واتفاق کے دامن کو چھوڑ کر اختلاف و انتشار پھیلانا شروع کیا تو ان کو سخت ترین ہزیمت وشکست اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، نیز ساتھ ہی ساتھ اتحاد و اتفاق اور اجتماعیت کے فقدان کی وجہ سے ان قوموں کا نام صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا، مولانا حالی نے صحیح فرمایا ہے:

قوم جب اتفاق کھو بیٹھی---اپنی پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھی

کسی بھی قوم وملت کے وجود کو برقرار رکھنے کیلئے سب سے ضروری اور اہم چیز ان کی صفوں میں اتحاد واتفاق کا پایا جانا ہے، اتحاد ایک زبردست طاقت وقوت اور ایسا ہتھیار ہے کہ اگر تمام مسلمان متحد ومتفق ہو جائیں تو کوئی دوسری قوم مسلمانوں سے مقابلہ تو دور کی بات آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے عہد کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جس کام کو بڑی بڑی قومیں اپنی طاقت کے بل بوتے پر نہیں کرسکیں، اس کو مسلمانوں نے باہمی اتحاد واتفاق، اخوت وہمدردی، آپسی بھائی چارگی اور اجتماعیت سے کر دکھایا۔

آیئے! قرآن کی ان دو آیتوں کی روشنی میں موجودہ دور میں مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں، پہلی آیت سورہ آل عمران کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا﴾ (آیت نمبر:103) (تم سب لوگ مل کر اللہ کی رسی؛ یعنی دین اسلام کو مضبوطی سے پکڑلو اور آپس میں اختلاف وتفرقہ نہ کرو)۔ دوسری آیت سورہ انفال کی ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿واطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین﴾ (آیت نمبر:46) (یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا و اختلاف نہ کرو، ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔ پہلی اور دوسری دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اختلاف اور تفرقہ سے واضح طور پر روکا ہے، جو ہر طرح کے اختلاف اور تفرقہ کو شامل ہے، مثلا سیاسی، دینی اور اقتصادی اختلاف وغیرہ اور یہ بھی بتلایا ہے کہ اگر اختلاف کرو گے تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا اور وہ نتیجہ امت کی کمزوری اور طاقت وقوت کا ختم ہو جانا ہے، جن کا ہم مشاہدہ خود اپنی آنکھوں سے اس دور میں کر رہے ہیں، جتنا مسلمان آج کل ذلیل ورسوا ہے، شاید اس سے پہلے کسی دور میں اتنا ذلیل اور رسوا رہا ہو اور جتنا کمزور آج کا مسلمان ہے، شاید کسی دور میں مسلمان اتنا کمزور رہا ہو، یہی وجہ ہے کہ آج کے زمانہ میں مسلمانوں کی بین الاقوامی طور پر کوئی اہمیت نہیں ہے اور دنیا کی تمام قومیں مسلمانوں پر پل پڑی ہیں، ہر جگہ ان کو ہراسان کیا جارہا ہے، ان کی عزت وناموس محفوظ نہیں ہے، ان کے املاک تباہ وبرباد کئے جارہے ہیں، بہت سارے مما لک میں ان کو تہ تیغ کیا جارہا ہے، اسلامی شعائر وعبادات ادا کرنے سے روکا جاتا ہے، مثلا: چین نے صوبہ سنکیانگ میں مسلمانوں کو روزہ رکھنے پر پابندی لگا رکھی ہے، فرانس میں اسلامی پردہ پر پابندی ہے، بہت سارے مما لک میں لمبی داڑھی رکھنے سے منع کیا جاتا ہے اور باریش شخص کو دہشت گرد تصور کیا جاتا ہے، فلسطین، برما، سنٹرل افریقہ اور کئی مما لک میں مسلمان قتل وخونریزی کا شکار ہیں، غرضیکہ امت اسلامی اس وقت بہت سارے مشکلات میں پھنسی ہوئی ہے، مسلمانوں میں غربت بہت زیادہ ہے اور دنیا کے مسلمانوں کی اکثریت غریب ہے، اسی طرح مسلمانوں میں جہالت بہت زیادہ ہے اور اکثر مسلمان ان پڑھ اور جاہل ہیں، مسلمان دنیا میں بیماریوں کی کثرت ہے اور وہ اعلی طبی سہولیات میسر نہیں ہیں، جو غیر اسلامی دنیا میں پائی جاتی ہیں وغیرہ۔ مجھے امید ہے کہ ہر کوئی میری ان باتوں سے اتفاق کرے گا؛ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے اور اس کے وجوہات واسباب کیا ہیں؟ جب کہ اللہ نے مسلمانوں پر اس دور میں بھی ان کی معصیتوں اور گناہوں کے باوجود ان پر بہت زیادہ احسان اور فضل وکرم کیا ہے اور یہ فضل وکرم مختلف قسم کا ہے، مثلا اللہ نے مسلمانوں کو زراعتی، آبی، معدنی غرضیکہ ہر قسم کی ثروت اور دولت سے نوزا ہے، پٹرول کا ایک وافر حصہ دیا ہے، ان کی تعداد بھی ایک ارب سے زائد ہے، اسلامی مما لک کا رقبہ بھی بہت زیادہ ہے، ساٹھ کے قریب اسلامی مما لک ہیں، ان کا محل وقوع بہت ہی اہم اور اسٹریٹیجک ہے، اہم آبی گذرگاہیں مسلمانوں کے پاس ہیں، آب وہوا بھی بہت اچھی اور ہر طرح کی ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان آج کے دور میں اتنا بے بس، کمزور اور ذلیل کیوں ہے اور اس کے خون کی قیمت پانی سے بھی ارزاں کیوں ہے۔

ان سوالوں کا جواب قرآن کی مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں موجود ہے اور وہ مسلمانوں کا ہر قسم کا باہمی اختلاف اور تفرقہ ہے، جو ان تمام مشکلات کی جڑ اور بنیاد ہے؛ کیونکہ اللہ نے خود فرما دیا ہے کہ اگر تم آپس میں اختلاف کرو گے، تفرقہ کرو گے، اتفاق واتحاد کو پس پشت ڈال دو گے تو پھر کمزور ہو جاؤ گے، تمہاری طاقت وقوت، شان وشوکت سب ختم ہو جائے گی، تمہاری عظمت وعزت خاک میں مل جائیگی اور تم ذلیل وخوار ہو جاؤ گے، لہذا اگر مسلمان دوبارہ اپنی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کرنا چاہتے ہیں تو ان کو اس اسلامی تعلیم پر عمل کرنا اور اس کو نافذ کرنا ہوگا؛ کیونکہ ان آیتوں سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ طاقت، قوت، عزت، غلبہ، کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ آپسی اتحاد واتفاق ہی ہے اور صرف اسی کے ذریعہ ہم اپنی عظمت رفتہ کو بحال کر سکتے ہیں، ورنہ ہم ایسے ہی ذلیل وخوار، کمزور اور بے بس وبے وقعت رہیں گے اور یہ نقطہ بھی یہاں پر بہت اہم ہے کہ یہ اتحاد واتفاق ہر طرح کے اتفاق واتحاد کو شامل ہے، مثال کے طور پر دینی اتفاق، سیاسی اتفاق، اقتصادی اتفاق، سماجی اور معاشرتی اتفاق وغیرہ۔

دینی اتفاق سے میری مراد یہ ہے کہ کم ازکم پوری دنیا کے مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ایک ہونا چاہیے، جو ایک حد تک ان میں موجود ہے؛ لیکن مسلکی اور فقہی اختلافات کی وجہ سے ان کے اندر جو عداوت، دشمنی اور اختلاف ہے، وہ ختم ہونا چاہئے، ایک دوسرے کو کافر قرار دینے سے باز آنا چاہیے اور اگر کسی کے سامنے اپنی دعوت اور بات رکھنی ہے تو اسے اچھے اسلوب میں پیار ومحبت کے ساتھ پیش کرنی چاہئے اور اگر یہ اختلافات نہ ختم ہوسکیں تو ہمیں پیار ومحبت کے ساتھ بھائی بھائی بن کر رہنا چاہئے، جیسا کہ ہمارے اسلاف کا شیوہ تھا۔

سیاسی اتفاق سے میری مراد یہ ہے کہ تمام اسلامی مما لک کو ایک ملک ہونا چاہئے، ان کا حاکم اور سلطان بھی ایک ہونا چاہئے، جیسا کہ نبی کریم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھا، یہی اسلامی حکم ہے اور اسلام یہی چاہتا ہے؛ لیکن موجودہ دور میں اس سیاسی اتفاق کا پایا جانا محض ایک خواب وخیال ہے؛ لیکن مسلمان کم ازکم ایک فیڈریشن اور وفاق تو بنا سکتے ہیں، یا کم ازکم خارجی امور میں ایک نقطہ نظر اپنا سکتے ہیں، اس سے بھی مسلمانوں کو قوت حاصل ہوگی اور ان کے بہت سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

دراصل اسلام اور مسلمان دشمنوں خصوصا یہود ونصاریٰ نے سازِش کر کے اسلامی خلافت کا 1924ء میں خاتمہ کر دیا گیا، جو ان کی سب سے بڑی کامیابی تھی، پھر انہوں نے اسلامی مملکت کو مختلف چھوٹے اور بڑے ملکوں میں تقسیم کر دیا اور ان کے درمیان مصنوعی سرحدیں کھینچ دیں (جو اسلامی نقطہ نظر سے سراسر غلط ہے)؛ تاکہ وہ آپس میں لڑتے رہیں اور کبھی ایک نہ ہوسکیں اور وہ اب بھی اسی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، جس کی سب سے واضح مثال سوڈان کی تقسیم ہے، جب انھوں نے جولائی 2011ء میں سوڈان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور ایک نیا عیسائی ملک جنوبی سوڈان کے نام سے قائم کر دیا اور انہوں نے ہی ملک شام کو چار ملکوں فلسطین، جارڈن، سوریا اور لبنان میں، برصغیر ہندوپاک کو ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں، ہندوستان کی آزادی کے بعد ریاست 1948ء کو ریاست دکن کا خاتمہ ہوا، سلطنیں چھین لی گئیں، مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا، معاشی اعتبار سے انہیں کمزور کر دیا گیا، ترکستان کو پہلے دو حصوں مشرقی اور مغربی ترکستان میں تقسیم کیا، مشرقی ترکستان پر چین نے قبضہ کیا اور اب تک اس پر قابض ہے اور اس نے اس کا نام سنکیانگ رکھا ہوا ہے اور مغربی ترکستان پر روس نے قبضہ کیا اور اسے پانچ ملکوں ترکمانستان، تاجکستان، قزاقستان، ازبکستان، کرغزستان میں تقسیم کر دیا، یہ مما لک اگرچہ اب روس کے پنجہ احتلال سے آزاد ہو چکے ہیں؛ لیکن حقیقی آزادی ابھی تک ان کو نصیب نہیں ہوئی ہے، ان میں سے بعض مما لک نے اب بھی بعض اسلامی شعائر پر پابندی لگا رکھی ہے، صومال کو جیبوتی، اریٹریا اور موجودہ صومال؛ یعنی تین ملکوں میں تقسیم کر کے اس کے ایک اہم علاقہ اوجادین کو حبشہ کے حوالہ کر دیا، انڈونیسیا اور ملیشیا کو تقسیم کیا اور اب بھی ان کا ارادہ عراق، شام، پاکستان وغیرہ کو مزید تقسیم کرنے کا ہے اور اس تقسیم کا واحد مقصد مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کرنا اور ان کو آپس میں لڑانا ہے۔

اقتصادی اتفاق سے میری مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں تجارت کرنے کی آزادی ہونی چاہئے، اس سلسلے میں ان کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہئے، کوئی بھی مسلمان شرعی نقطہ نظر سے کہیں بھی جا کر تجارت کرسکتا ہے، اپنی روزی کما سکتا ہے، اپنا کاروبار کرسکتا ہے، اللہ کی قسم اگر تمام اسلامی مما لک اپنی سرحدیں مسلمانوں کے لئے کھول دیں اور ان کو ہر طرح کی آزادی دیدیں تو اس کے دینی، سیاسی، سماجی سمیت اقتصادی فوائد بھی بہت زیادہ ہوں گے، تجارت بڑھے گی، کساد کم ہوگا، اقتصاد میں تیزی آئے گی، بہت سارے مسلمانوں کو روزگار حاصل ہوگا، گرانی کم ہو جائے گی، غربت میں کمی آئے گی، خورد ونوش اور غذائی اجناس سمیت تمام چیزیں ان شاء اللہ سستی ہوں گی، ہر طرف ارزانی ہوگی، سیر وسیاحت میں اضافہ ہوگا، نقل ومواصلات میں بے انتہا اضافہ ہوگا، مسلمان قومیں ایک دوسرے سے متعارف ہوں گی، ان کے درمیان آپسی ربط وضبط، میل جول بڑھے گا، پیار ومحبت میں اضافہ ہوگا، اسلامی اخوت اور بھائی چارگی پروان چڑھے گی وغیرہ۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر 21 یورپین مما لک اپنی سرحدیں ایک دوسرے کے لئے کھول سکتے ہیں تو پھر مسلمان مما لک ایسا کیوں نہیں کر سکتے ہیں، اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے، جس نے اتحاد واتفاق اور اجتماعیت کا مثبت تصور امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد واتفاق پر ہمیشہ زور دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ دوسری قوموں اور مذاہب کے ماننے والوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے اندر کافی حد تک اتحاد واتفاق کا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ امت مسلمہ کے اندر اتحاد واتفاق اور اجتماعیت کے جذبہ کو بڑھانے کیلئے اسلامی عبادات خاص طور پر نماز کیلئے جماعت کی تاکید کی گئی اور جمعہ وعیدین میں مسلمانوں کے اجتماع کا خاص اہتمام کیا گیا؛ تاکہ ملت اسلامیہ کا باہمی اتحاد واتفاق اور مرکزیت قائم رہے، (بقیہ صفحہ ۱۱/ پر)

تین طلاق پر حکومت کا قانون

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

قوموں کی بدبختی اور زوال کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے حقیقی مسائل سے غافل ہوجائیں اور اپنی صلاحیتیں ایسے کاموں میں صرف کرنے لگیں، جن کا کوئی فائدہ نہیں، اس وقت ہمارا ملک اسی صورت حال سے گذر رہا ہے، ملک کی معیشت مسلسل انحطاط پذیر ہے، شرح ترقی گھٹتی جارہی ہے، کارخانے بند ہورہے ہیں، ہمارے وزیر اعظم شاید آدھی دنیا کا سفر کرچکے ہیں؛ لیکن سرمایہ کاری میں اضافہ تو کجا، ہمارا سفر تنزل کی طرف جاری ہے، روزگار کے مواقع گھٹتے جارہے ہیں، ملک کی دولت چند ہاتھوں میں سمٹ آئی ہے، بڑے بڑے سرمایہ دار اور صنعت کار بینکوں سے بھاری قرض حاصل کرکے عوام کی گاڑھی کمائی کو ڈبو رہے ہیں، امن وقانون کی صورت حال اتنی ابتر ہوچکی ہے کہ پوری دنیا ہم پر خندہ زن ہے، یہ اور اس طرح کی بہت سی ناکامیاں ہیں، جو دوپہر کی دھوپ کی طرح معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والے پر بھی واضح اور عیاں ہیں۔

بجائے اس کے کہ حکومت ان حقیقی مسائل پر توجہ کرتی، اپنے نفرت کے ایجنڈے کو بڑھاتے ہوئے اقلیتوں اور دلتوں کو پریشان کرنے اور فرقہ وارانہ بنیاد پر اپنے ووٹ بینک کو مضبوط کرنے کی بے فائدہ کوششوں میں لگی ہوئی ہے، ایسی ہی نامسعود اور ناروا کوششوں میں ایک مطلقہ خواتین سے متعلق مجوزہ قانون ہے، جسے ''مسلم خواتین سے متعلق حقوق کے تحفظ کا بل ۲۰۱۷'' کا نام دیا گیا ہے، بل میں کہا گیا ہے کہ طلاق بدعت) ایک ساتھ تین طلاق (اور اس کی مماثل طلاق کی وہ تمام شکلیں جو فوری طور پر اثر انداز ہوں اور جن میں رجعت کی گنجائش نہیں ہو، باطل اور غیر قانونی ہوں گی، خواہ زبانی طلاق دی جائے یا تحریر کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے، اور اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو اس کو تین سال کی جیل ہوگی اور اس کے علاوہ جرمانہ ہوگا، نیز اس مطلقہ عورت اور اس کے زیر کفالت بچوں کا نفقہ طلاق دینے والے شخص پر ہوگا اور مجسٹریٹ اس کو طے کرے گا، نابالغ بچوں کی نگہداشت وپرورش کا حق بھی عورت کو حاصل ہوگا، نیز مجرم کے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ جاری ہوگا اور یہ قابل دست اندازی پولس گا۔ غور کیا جائے تو یہ مجوزہ قانون شریعتِ اسلامی میں مداخلت بھی ہے اور دستور کی روح کے مغائر بھی، نامنصفانہ بھی ہے اور خود عورتوں کے مفاد کے خلاف بھی، نیز تضادات کا حامل بھی۔ اس میں ایک پہلو تو شریعت اسلامی میں مداخلت کا ہے اور یہ مداخلت ایک آدھ مسئلہ تک محدود نہیں ہے؛ بلکہ یہ کئی جہتوں سے شریعت کے عائلی قوانین کو متاثر کرتا ہے، جس کو درج ذیل نکات میں سمجھا جاسکتا ہے: (۱) اولاً یہ قانون ''طلاقِ بدعت''، جس سے خود اس بل کی توضیحات کے مطابق ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں مراد ہیں، باطل، کالعدم اور غیر مؤثر قرار دیتا ہے، یعنی تین طلاق دینے کی صورت میں ایک طلاق بھی نہیں پڑے گی، یہ ایسی بات ہے جس کے غلط ہونے پر مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر متفق ہیں، ایک ساتھ دی گئی تین طلاق کا کیا اثر مرتب ہوگا؟ اس میں فقہاء کے درمیان اس بارے میں ضرور اختلاف ہے کہ یہ تینوں طلاقیں واقع ہوں گی یا ایک ہی طلاق واقع ہوگی؟ جمہور اہل سنت کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی؛ لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایسا نہیں ہوگا کہ ایک ساتھ دی گئی تینوں طلاقیں بالکل ہی بے اثر ہوجائیں گی، اور ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوگی، اور یہ بات عقل عام کے بھی خلاف ہے کہ کوئی شخص اپنے حق طلاق کا استعمال کرتے ہوئے ایک طلاق دے تو وہ تو واقع ہوجائے اور تین طلاق دے تو ایک بھی واقع نہیں ہو۔

(۲) مجوزہ قانون کے مطابق طلاق بدعت کے ساتھ ساتھ اس کے مماثل طلاق کی وہ تمام صورتیں بے اثر ہوں گی، جن سے فوری طور پر رشتۂ نکاح ختم ہوجاتا ہو اور رجعت کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہو، گویا طلاق بائن بھی واقع نہیں ہوگی، اس کے دُور رس اثرات پڑیں گے، اگر نکاح کے بعد رُخصتی کی نوبت نہیں آئی اور کوئی ایسی صورت پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے نوبت طلاق کی آگئی، خواہ یہ صورت لڑکی والوں کی طرف پیدا ہوئی ہو یا لڑکا اور اس کے گھر والوں کی طرف سے، تو ایسی صورت میں اگر اس نے ایک طلاق دے دی تو یہ بھی طلاق بائن میں شامل ہے، قانون کی رو سے یہ طلاق بھی کالعدم ہوگی۔

(۳) اگر شوہر تین طلاق سے بچتے ہوئے فوری طور پر رشتۂ نکاح ختم کرنا چاہے تو اس کی صورت یہی ہے کہ ایک طلاق بائن دے دی جائے؛ تاکہ نکاح ختم ہوجائے؛ لیکن دونوں فریق کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کی گنجائش باقی رہے، اکثر سنجیدہ فیصلہ کے تحت اسی طرح طلاق دی جاتی ہے، اگر باہمی تعلقات خراب ہوگئے، خاندان اور سماج کے لوگوں نے محسوس کیا کہ اس رشتہ کو ختم کردیا جائے تو شوہر سے یہی طلاق دلوائی جاتی ہے اور عورت کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے کہ وہ اپنی ذات کے بارے میں آزاد رہتی ہے، شوہر اپنی رضامندی کے بغیر اس کو اپنے نکاح میں واپس نہیں لاسکتا، اس قانون کی رو سے یہ طلاق غیر معتبر ہوجائے گی اور چاہے عورت راضی نہ ہو مرد کو حق حاصل ہوگا، وہ اس کو واپس آنے پر مجبور کرے۔

(۴) بعض دفعہ شوہر وبیوی آپسی رضامندی سے ''خلع'' کا معاملہ طے کرتے ہیں، خلع کے ذریعہ واقع ہونے والی طلاق بھی طلاق بائن ہے، مجوزہ قانون میں طلاق بائن کی ایسی صورت کو مستثنیٰ کرنے کی کوئی صراحت نہیں ہے، جو عورت کی رضامندی سے دی گئی ہو؛ اس لئے عدالتیں اس طلاق کو بھی کالعدم قرار دے سکتی ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت نے اپنے لئے نجات وآزادی کا جو راستہ نکالا تھا، وہ بند ہوکر رہ جائے گا اور اسے ناپسندیدگی کے باوجود اس رشتہ کو باقی رکھنا پڑے گا۔

(۵) طلاق بائن ہی کی ایک صورت ''ایلاء'' ہے، یعنی اگر شوہر چار ماہ یا اس سے زیادہ یا ہمیشہ کے لئے بیوی کے ساتھ شوہر وبیوی کے مخصوص تعلقات قائم نہ کرنے کی قسم کھالے اور اس پر عمل کرنے لگے، یہاں تک کہ چار ماہ گزر جائے تو اس کی بیوی پر آپ سے آپ ایک طلاق بائن واقع ہوجائے گی؛ تاکہ وہ شوہر کے اس تکلیف دہ عمل سے نجات پاسکے؛ چوں کہ طلاق کی اس صورت میں بھی رجعت کی گنجائش نہیں ہے؛ اس لئے بظاہر اِس پر بھی اِس قانون کا اطلاق ہوگا، اس کو بھی کالعدم سمجھا جائے گا اور عورت شوہر کے ظالمانہ رویہ کے باوجود اس کی قیدِ نکاح سے آزاد نہیں ہوسکے گی۔

(۶) اس مجوزہ قانون میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ طلاق کی صورت میں ایک شادی شدہ مسلمان عورت اپنے نابالغ بچوں کی نگہداشت اور پرورش کی حقدار ہوگی، اسلام نے یقیناً حق پرورش کے معاملہ میں ماں کو باپ پر ترجیح دی ہے؛ لیکن شریعت میں اصل اہمیت بچہ کے مفاد کی ہے؛ اسی لئے عام حالات میں لڑکی کے بالغ ہونے تک حق پرورش ماں کو دیا گیا ہے؛ کیوں کہ وہ زیادہ بہتر طور پر بیٹی کے مسائل کو سمجھ سکتی ہے، اس کی عزت وآبرو کی حفاظت کرسکتی ہے اور اس کی تربیت کا فریضہ انجام دے سکتی ہے، لڑکے چھ سات سال تک ماں کے زیر پرورش رہیں گے، اس کے بعد باپ کو حق پرورش حاصل ہوگا؛ کیوں کہ اس عمر کے بعد باپ زیادہ بہتر طور پر بچے کی تربیت کا فریضہ انجام دے سکتا ہے؛ اور یہ مشاہدہ ہے کہ لڑکے عام طور پر ماں کے قابو میں نہیں رہتے؛ البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد بھی لڑکی کو باپ کے حوالہ کرنا اس کے مفاد میں نہیں ہو، یا لڑکے کو سات آٹھ سال تک ماں کے پاس رکھنا یا اس کے بعد اس کے باپ کے حوالہ کردینا کسی وجہ سے بچہ کے مفاد میں نہیں ہو تو بچہ کے مفاد کو ترجیح دی جائے گی، اس اُصول کو شریعت میں اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ اگر شوہر وبیوی کے درمیان اس شرط پر خلع ہو کہ بیوی بچہ کے حق پرورش سے دستبردار ہوجائے گی؛ حالاں کہ بچہ ابھی بہت چھوٹا ہو اور ماں کے بغیر نہیں رہ سکتا ہو، تب بھی بچہ کے مفاد کو ترجیح دیتے ہوئے یہ معاہدہ کالعدم ہوجائے گا اور ماں کو حق پرورش حاصل رہے گا؛ البتہ بچہ جب بھی ماں باپ میں سے ایک کے زیر پرورش ہو تو دوسرے فریق کو وقتاً فوقتاً بچوں سے ملاقات کا حق حاصل رہے گا۔

شرعاً حق پرورش بعض دفعہ ماں کے علاوہ باپ ہی کو نہیں؛ بلکہ دوسرے رشتہ داروں جیسے نانی، دادی، بہن، خالہ اور پھوپھی وغیرہ کو بھی حاصل ہوتا ہے اور جب عورت کسی ایسے مرد سے نکاح کرلے جو زیر پرورش لڑکے یا لڑکی کا محرم رشتہ دار نہ ہو تو ماں کا حق پرورش ختم ہوجاتا ہے؛ کیوں کہ ایسی صورت میں بچے کو ماں کے زیر پرورش رکھنا بچوں کے مفاد میں نہیں ہوتا؛ لیکن اس مجوزہ قانون کے رو سے مطلقاً ماں کو پرورش کا حقدار قرار دے دیا گیا ہے، اس سے باپ اور دوسرے حقداروں کے حقوق متاثر ہوں گے اور خود بچوں کو نقصان پہنچے گا۔

(۷) اس مجوزہ قانون میں مطلقہ اور اس کے بچوں دونوں کا نفقہ مرد پر عائد کیا گیا ہے؛ حالاں کہ طلاق کے بعد عورت کا نفقہ سابق شوہر پر واجب نہیں ہوتا، ہاں، بچے چوں کہ اسی کی اولاد ہیں؛ اس لئے ان کا نفقہ باپ کے ذمہ ہوگا اور جب تک حق پرورش حاصل ہونے کی بنا پر عورت ان بچوں کی پرورش کرے گی تو پرورش کی اُجرت اس مرد کے ذمہ واجب ہوگی۔

(۸) مجوزہ قانون کی دفعہ:۴؟ میں فوری اثر کے ساتھ پڑنے والی ناقابل رجعت طلاق پر تین سال کی جیل کی سزا اور اس کے علاوہ جرمانہ کی بات کہی گئی ہے؛ ایک تو اس لئے یہ سزا غیر منصفانہ ہے کہ ایک ساتھ تین طلاق دینا شریعت میں ضرور ناپسندیدہ عمل ہے اور یہ گناہ کے دائرہ میں آتا ہے؛ لیکن طلاق بائن ایسا عمل نہیں ہے جو بہرحال گناہ کے دائرہ میں آتا ہو، یا فقہاء کی اصطلاح میں طلاق بدعت ہو؛ اس لئے اس پر سزا دینا شرعاً ناقابل قبول ہے۔

(۹) مجوزہ مسودہ قانون میں اگرچہ مقاصد واسباب کے تحت بین القوسین طلاق بدعت کے ساتھ ایک وقت اور ایک ہی بار میں تین طلاق کا ذکر آیا ہے؛ لیکن عدالتیں عام طور پر قانون کے متن کو پیش نظر رکھتی ہیں، اس میں اس کی صراحت نہیں ہے، اور صورت حال یہ ہے کہ طلاق بدعت صرف یکبارگی تین طلاق تک محدود نہیں؛ بلکہ فقہاء نے حالت حیض میں طلاق دینے کو بھی بدعت قرار دیا ہے، چاہے ایک ہی طلاق دی جائے، تو عدالتیں اس سلسلہ میں غلط فہمی کا شکار ہوسکتی ہیں اور وکلاء جو الفاظ کی بازی گری سے اپنے کیس کو ثابت کرنے میں مہارت رکھتے ہیں، وہ ایسے شخص کے لئے بھی اس طرح کی سزا کا مطالبہ کرسکتے ہیں، جس نے اس دوسرے پہلو سے طلاق بدعت دی ہو۔

یہ تو اس مجوزہ قانون کا شرعی پہلو ہے، اب اس بات کو دیکھئے کہ از روئے انصاف یہ قانون کس حد تک قابل قبول ہے اور کہیں یہ خود تضاد کا حامل تو نہیں ہے، اس سلسلہ میں چند نکات کو پیش نظر رکھنا چاہئے:

(۱) اس قانون کی رو سے ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں بالکل نامعتبر اور کالعدم ہیں، جن کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا، یعنی ایک بھی طلاق نہیں پڑے گی تو سوال یہ ہے کہ جو عمل وجود ہی میں نہیں آیا اور قانون کی رو سے عورت اس سے متاثر ہی نہیں ہوئی، تو پھر اس پر سزا دینے کے کیا معنی ہوں گے، اگر کسی شخص نے فضاء میں فائرنگ کی اور اس کی فائرنگ سے کسی شخص کی جان نہیں گئی تو کیا ایسے شخص کو قتل کی سزا دی جائے گی؟

(۲) اس قانون کی رو سے ایک طرف مرد کو تین سال کے لئے جیل بھیجا جائے گا اور دوسری طرف اس پر عورت اور اس کے بچوں کے نفقہ کی ذمہ داری ہوگی، یہ کھلا ہوا تضاد ہے، جب وہ جیل میں ہوگا اور محنت ومزدوری نہیں کرے گا تو وہ عورت اور بچوں کی کفالت کس طرح کرے گا؟ خاص طور پر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ تین طلاق دینے کے واقعات زیادہ تر کم تعلیم یافتہ، غریب، اور معمولی روزگار کے حامل لوگوں کے یہاں پیش آتے ہیں، جو بے چارے روز کماتے اور روز کھاتے ہیں۔

(۳) یہ بات بھی نامنصفانہ ہے کہ دنگے فساد میں شامل ہونے والے اور مذہبی مقامات کو نقصان پہنچانے والے کو تو دو سال کی سزا ہو، کرپشن اور چار سو بیسی کرنے والے کو ایک سال کی سزا ہو؛ (بقیہ صفحہ ۱۱ر پر)

جہنم بنے آشرم

اداریہ نو بھارت ٹائمز (۲۷/ دسمبر ۲۰۱۷)

ترجمہ : سید محمد عادل فریدی

دہلی کے ایک روحانی آشرم میں لڑکیاں اور خواتین جس حالت میں پائی گئی ہیں، اس سے نہ صرف ان آشرموں کو چلانے والوں، بلکہ ہماری انتظامیہ اور سماج پر بھی کئی سوال کھڑے ہوتے ہیں۔ جس طرح ان لڑکیوں کو سات تالوں کے پیچھے جانوروں کی طرح رکھا جاتا تھا، یہ سمجھنا مشکل ہے کہ کوئی بھی ماں باپ اپنے بچوں کو ایسی حالت میں ڈھونگی باباؤں کے چنگل میں رکھنے پر تیار کیسے ہوجاتے ہیں، اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یا تو حالات سے مجبور ہوکر یہ سوچ کر یہ لوگ اپنی بیٹیاں آشرموں کو دے دیتے ہوں گے کہ آشرموں میں ان کی زندگیاں گھروں کے مقابلہ میں بہتر ہوں گی۔ یا پھر بیٹیوں کو بوجھ ماننے والے ماں باپ ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے انہیں آشرموں میں بھیج دیتے ہوں گے۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کی حقیقی وجوہات کا پتہ لگانا سرکار اور عدالتوں کے لیے بھی بہت دشوار ہوگا۔ کیوں کہ آشرموں میں بھی ان لڑکیوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا ہے، کہ ان کے نام کیا ہیں؟ ان کے ماں باپ کون ہیں؟ یہ کہاں سے آئی ہیں یا لائی گئی ہیں؟ اور کب انہیں لایا گیا تھا؟ حال ہی میں بابا رام رحیم کے آشرم میں چل رہی کرتوتیں سامنے آنے کے بعد لوگ اتنے ہی حیران تھے۔

دہلی کے اس بابا کا تو کسی نے نام بھی نہیں سنا تھا، دہلی ومن کمیشن کی چیرپرسن سواتی مالیوال اور دہلی ہائی کورٹ نے اگر خاص دلچسپی لے کر اس معاملہ کی جانچ نہیں کی ہوتی، تو شاید ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ سرکار کی ناک کے نیچے ایسے آشرم چل رہے ہیں، جہاں حقوق انسانی کی اس قدر بے دردی کے ساتھ دھجیاں اڑائی جارہی ہیں، یہ بھی سوچنے کی بات ہیکہ جب ملک کی راجدھانی کا یہ حال ہے تو ملک بھر میں نہ جانے کتنی جگہوں پر مذہب کی آڑ میں بھولی بھالی معصوم لڑکیوں کی زندگی اور ان کی عزت وعصمت کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا ہوگا۔ کیا حکومت تمام ضلعوں میں ضلعی انتظامیہ کو ایسی ہدایت جاری کرے گی کہ وہ اپنے ضلع کے تمام آشرموں کی جانچ کریں کہ وہاں کون کون لوگ، کن حالات میں کب سے رہ رہے ہیں؟ آج جب چھوٹا سے چھوٹا کام بھی بغیر آدھار کارڈ کے نہیں ہوتا تو کیا سبھی مذہبی آشرموں میں رہنے والے لوگوں کا آدھار کارڈ قریبی تھانے میں جمع نہیں کروایا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر سرکار چاہے تو ان آشرموں میں ہونے والے گھناؤنے کرتوتوں پر لگام لگائی جاسکتی ہے، مگر ووٹ بینک کی اس سیاست میں اپنے پاؤں پر کلہاڑی کون سی حکومت مارنا چاہے گی۔

بند ہوتے سرکاری اسکول

حال ہی میں جاری عالمی تعلیمی نگرانی رپورٹ ۲۰۱۷۔۲۰۱۸ کے مطابق ہندوستان میں تقریباً نو کروڑ بچے ابھی تک اسکولی تعلیم سے محروم ہیں، ان کے تعلیم سے محروم رہنے کی اہم وجوہات میں اسکولی نظام اور مالی وسائل کی کمی، سماج میں پھیلی ہوئی ذات پات پر مبنی تفریق اور بھید بھاؤ کی سوچ شامل ہے۔ اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بڑی تعداد ان بچوں کی ہے جو درمیان میں ہی اسکول چھوڑ دیتے ہیں یعنی ڈراپ آؤٹ بچوں کی۔ سرکاری اعداد وشمار بتارہے ہیں کہ پچھلے پانچ سال میں بچوں کے کم ہونے کا بہانا بنا کر ڈیڑھ لاکھ سرکاری اسکولوں میں تالا لگایا جاچکا ہے۔ ملک میں اس سے بڑی بدعنوانی اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ کیا کوئی بتائے گا کہ سرکار نے اتنی مدت میں کتنے نئے اسکول کھولے ہیں، آبادی تو ہر سال بڑھ رہی ہے، اس لحاظ سے ہمیں ہر سال نئے اسکولوں کی ضرورت ہے، لیکن نئے اسکول کھولنا تو دور سرکار پرانے اسکولوں کو بھی بند کرنے میں لگی ہوئی ہے، حال ہی میں راجستھان میں چودہ ہزار سرکاری اسکول بند کر دیے گئے، اور ہزاروں اسکولوں کا انتظام نجی سرمایہ کاروں کو سونپ دیا گیا ہے، ایک طرف تو ہم لازمی حق تعلیم قانون پورے ملک میں نافذ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، جس میں چھ سال سے چودہ سال کے ہر بچے کو لازمی طور پر مفت تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن دوسری طرف ہم سرکاری اسکولوں میں تالا لگاتے جارہے ہیں، اور پی پی یعنی پرائیوٹ حصہ داری کے نام پر نجی سرمایہ کاروں کو بیچتے جارہے ہیں، سرکار کی یہ دورخی پالیسی ملک کے مفاد میں کیسے ہوسکتی ہے؟ (روزنامہ جن ستا سے اقتباس)

عالمی برادری میں امریکہ کی تنہائی

مجیب الرحمٰن شامی

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی دھمکیوں کے باوجود مقبوضہ بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت تسلیم کرنے کے فیصلے کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے۔ جنرل اسمبلی میں قرارداد 128 ووٹوں سے منظور کرلی گئی، جس میں امریکہ کا نام لئے بغیر مطالبہ کیا گیا ہے کہ بیت المقدس کے اسٹیٹس کا معاملہ اسرائیل اور فلسطین کے درمیان مذاکرات اور اقوام متحدہ کی ماضی کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔ امریکہ اور اسرائیل سمیت صرف نو ممالک نے اِس قرارداد کی مخالفت کی، جن میں چھوٹے جزائر اور غیر معروف ممالک شامل ہیں، 35 ممالک نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ امریکہ کے صفِ اول کے اتحادیوں برطانیہ، جرمنی، فرانس، جاپان اور بھارت کے علاوہ مصر، اُردن، عراق اور سعودی عرب نے قراداد کی حمایت کی، امریکہ کو سلامتی کونسل میں بھی تنہائی کا سامنا کرنا پڑا تھا، جہاں چودہ ممالک نے قرارداد کی حمایت کی اور امریکہ نے ویٹو کردی۔ فلسطینی صدر محمود عباس کے ترجمان نے قرارداد کی منظوری کا خیر مقدم کیا، قرارداد میں امریکہ سے بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت تسلیم کرنے کا فیصلہ واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا، قرارداد پاکستان، یمن اور عراق نے پیش کی۔

قرارداد کی اتنی بھاری اکثریت سے منظوری کے باوجود امریکہ اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹا ہوا ہے اور اقوام متحدہ میں اس کی مستقل مندوب نِکی ہیلی نے غصے کے عالم میں اعلان کیا کہ امریکی فیصلہ واپس نہیں ہوگا، اس موقعہ پر بھی امریکہ نے یہ رویہ اختیار کیا کہ امریکہ اقوام متحدہ کا سب سے بڑا ’’کنٹری بیوٹر‘‘ ہے؛ اِس لئے اُس کے فیصلے کا احترام ہونا چاہئے، اسرائیل تو اِس پر سیخ پا ہے ہی اور اُس کا کہنا ہے کہ یہ اجلاس شرمناک تھا، دیکھا جائے تو امریکہ اپنے اس فیصلے میں یکا وتنہا رہ گیا ہے۔ قرارداد کی حمایت میں جو ووٹ آئے، وہ اُن چھوٹے ممالک کے ہیں، جن کا عالمی امور میں کوئی زیادہ کردار بھی نہیں، یہ کہا جاسکتا ہے کہ پوری دُنیا ایک جانب امریکہ کے مخالف کھڑی ہے، اِس لئے جمہوریت پسند مُلک کی حیثیت سے امریکہ کو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنی چاہئے؛ کیونکہ عملاً اسرائیل اور امریکہ کے سوا دُنیا کے کسی مُلک میں امریکہ اِس فیصلے کو پسند نہیں کیا گیا، اُن میں امریکہ کے قریبی حلیف ممالک بھی شامل ہیں؛ لیکن امریکہ نے اِس بات پر اصرار کر کے کہ فیصلہ تبدیل نہیں ہوگا، جمہوری اصولوں کی نفی کی ہے۔

قرارداد کی منظوری توقعات اور اندازوں کے عین مطابق ہوئی ہے، امریکہ کو بھی پہلے سے اس کا اچھی طرح اندازہ تھا، اِسی لئے صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے براہِ راست دھمکیاں بھی دیں اور کہا کہ اگر قرارداد منظور کی گئی تو امریکہ اُن ممالک کی امداد بھی بند کر دے گا۔ امریکی مندوب نے بہت سے ممالک کو دھمکی آمیز خطوط بھی لکھے؛ لیکن کسی مُلک نے اِس کی پرواہ نہیں کی، وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ امریکہ کا یہ فیصلہ غاصب اسرائیل کی حمایت کے مترادف ہے۔ اسرائیل نے بیت المقدس پر 1967ء کی جنگ میں قبضہ کرلیا تھا اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق کوئی مُلک قبضہ شدہ زمین کو اپنا حصہ نہیں بنا سکتا، اسرائیل نے نہ صرف مقبوضہ بیت المقدس پر قبضہ کیا ہُوا ہے؛ بلکہ اردن اور شام کے علاقوں کو بھی اسرائیل میں شامل کر رکھا ہے، البتہ مصر نے امریکہ کے تعاون سے اپنے علاقے واپس لے لئے تھے؛ لیکن اِس قرارداد کا ایک محرک بھی مصر ہی تھا، اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اِس معاملے کی مسلمانوں کے نزدیک کتنی اہمیت ہے، اسرائیل نے عالمی ادارے کی قراردادوں کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے فلسطینی علاقے میں یہودی بستیوں کی آبادکاری کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے۔ اِن حالات میں امریکہ کا فرض ہے کہ امنِ عالم کے لئے اسرائیل کو عربوں کے علاقے خالی کرنے پر مجبور کرے اور دوریاستی حل کے ذریعے فلسطین کو باقاعدہ ایک مُلک تسلیم کیا جائے۔

امریکہ نے انصاف پسندی سے منہ موڑ کر اسرائیل نوازی شروع کر رکھی ہے، جس کی وجہ سے اب پوری دُنیا اُس کے اِس فیصلے کی مخالفت پر مجبور ہے، امریکہ اِس فیصلے کے بعد سے تنہائی کا شکار ہے، اب اُسے معلوم ہو چکا ہے کہ معاملہ دھمکیوں سے حل ہونے والا نہیں، اِس کے لئے سنجیدہ مذاکرات کرنے ہوں گے اور فکر و دانش کے ذریعے کوئی ایسا راستہ نکالنا ہوگا، جو فلسطینیوں کے لئے قابلِ قبول ہو؛ لیکن ایسے لگتا ہے کہ صدر ٹرمپ اسرائیل کے محبت میں زمینی حقائق کو بھی فراموش کر بیٹھے تھے۔ اگر انہوں نے جلد بازی میں فیصلہ نہ کیا ہوتا تو اُنہیں جنرل اسمبلی کی قرارداد کی صورت میں اِس طرح کی عدیم النظیر سبکی کا سامنا نہ کرنا پڑتا، مزید ڈھٹائی یہ ہے کہ قرارداد کے بعد بھی امریکہ اپنے اِس فیصلے پر ڈٹا ہوا ہے، حالانکہ جن امریکی عوام کے نام پر اُس نے یہ فیصلہ کیا تھا، وہ بھی اِس سے خوش نہیں اور اندرونِ مُلک اُن کی مقبولیت میں 31 فیصد کمی ہوگئی ہے۔

اب امریکہ کے لئے معقولیت کا راستہ تو یہ ہے کہ وہ عالمی برادری کی رائے کا احترام کرتے ہوئے فیصلہ بدل دے، یا پھر ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑ کر ٹرمپ کی دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دے اور واقعتاً اُن ممالک کی امداد بند کردی جائے، جو اِس قرارداد کی منظوری میں شریک ہوئے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا امریکہ اب پوری دُنیا کے خلاف محاذ آرائی کرے گا، پہلے ہی اس کی جنگی پالیسیوں کی وجہ سے ایک طرف افغانستان اور مشرقِ وسطیٰ میں تباہی و بربادی کا کھیل کھیلا جا رہا ہے تو دوسری طرف امریکہ شمالی کوریا کو بھی ایٹمی جنگ کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے، جس کے جواب میں شمالی کوریا بھی کہتا ہے کہ امریکی شہر اُس کے جوہری نشانے پر ہیں یہ، زبانی جنگ اگر بڑھ جائے تو پوری دُنیا کا امن خطرے میں پڑ جائے گا، اِس لئے اِس خطرناک راستے کو ترک کرنا ضروری ہے۔

امریکہ افغانستان کا مسئلہ بھی جنگ سے حل کرنے کے موڈ میں ہے، لیکن ایسا ہوتا بھی نظر نہیں آتا، اِس لئے بہتر یہی ہے کہ دُنیا کو اشتعال دِلانے والے اقدامات ختم کر کے مسائل حل کئے جائیں۔ امریکی صدر کو اب اچھی طرح اندازہ ہونا چاہئے کہ طاقت کی زبان سے مسائل حل نہیں ہوتے، بلکہ بگڑتے ہیں۔ امریکہ نے اگر دھمکی دے کر یہ سمجھ لیا تھا کہ دُنیا کے سارے ممالک کو خوفزدہ کر کے قرارداد نا منظور کرائی جاسکتی ہے تو یہ بہت ہی سطحی سوچ تھی۔ ایسے لگتا ہے کہ امریکی اسٹیبلشمنٹ کے اندر جو جہاندیدہ لوگ موجود ہیں صدر ٹرمپ نے یا تو اُن سے مشورہ ہی نہیں کیا یا اگر کیا تو اُن کی بات نہیں مانی، اب بھی امریکہ کے پاس فیصلہ واپس لینے کا آپشن موجود ہے، اِس لئے بہتر یہی ہے کہ اسرائیلی ناراضگی کی پروا کئے بغیر امریکہ اپنا فیصلہ بدل لے اور فلسطین کے ساتھ زیادتیوں کا سلسلہ ختم کر کے غاصب اسرائیل سے اُس کی زمین خالی کروائی جائے اور اس پر فلسطینی مملکت کا حق تسلیم کیا جائے۔

سید محمد عادل فریدی

نیویارک میں اپارٹمنٹ میں آگ، ۱۲؍افراد ہلاک

امریکہ کے نیویارک کے برونکس میں واقع ایک اپارٹمنٹ میں آگ لگنے سے ۱۲؍افراد کی موت ہوگئی جبکہ چار افراد شدید طور سے زخمی ہوگئے ۔نیویارک کے میئر بل ڈی بلاسوو کے پریس سیکرٹری ایرک فلپس نے ٹوئٹر پر جاری پیغام میں یہ اطلاع دی۔(یو این آئی)

قاہرہ میں چرچ پر مسلح حملہ آوروں کی فائرنگ میں ۹؍افراد ہلاک

مصر کے دارالحکومت قاہرہ کے جنوب میں واقع ایک چرچ کے باہر ایک مسلح حملہ آور نے اندھا دھند گولیباری کی ،جس میں ۹؍افراد ہلاک اور پانچ دیگر زخمی ہوگئے ،بعد میں پولس کارروائی میں حملہ آور بھی مارا گیا۔ روزنامہ گارجین میں شائع رپورٹ میں مصر کی وزارت صحت کے حوالے سے بتایا گیا کہ یہ حملہ جنوبی قاہرہ کے ضلع ہیلوان میں واقع مارمینا چرچ پر کیا گیا تھا۔(یو این آئی)

سعودی عرب: کرپشن الزامات میں گرفتار مزید ۲؍شہزادے رہا

سعودی عرب میں کرپشن الزامات میں گرفتار مزید 2 شہزادوں کو رہا کردیا گیا، غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کے مطابق سعودی حکام نے کرپشن الزامات میں گرفتار مزید 2 شہزادوں کو رہا کردیا ہے جن میں شہزادہ مشعال بن عبداللہ اور شہزادہ فیصل بن عبداللہ شامل ہیں ۔دونوں شہزادے سعودی عرب کے سابق فرمانروا شاہ عبداللہ کے بیٹے ہیں اور انہیں راجدھانی ریاض کے کارلٹن ہوٹل میں قید کیا گیا تھا۔(یو این آئی)

افغانستان میں دو دھماکوں میں چالیس افراد ہلاک

افغانستان کی راجدھانی کابل میں دو مقامات پر جمعہ کے دن ہوئے دھماکوں میں کم از کم چالیس افراد ہلاک جبکہ کئی دیگر زخمی ہوگئے ۔وزارت داخلہ کے ذرائع نے یہ اطلاع دی ہے۔مقامی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق افغان وائس نیوز ایجنسی اور طیبان ثقافتی مرکز میں جمعہ کی صبح ہوئے دھماکہ سے چالیس افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے ہیں۔

امریکہ اور ترکی نے ویزا سروس کی بحالی کا اعلان کیا

ترک حکام نے اعلان کیا ہے کہ امریکی شہریوں پر عائد کردہ ویزا پابندیاں ختم کی جارہی ہیں، جبکہ امریکہ نے بھی ترک شہریوں کیلئے ویزے کا اجرا بحال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔واضح رہے کہ ترکی میں ہنگامی حالات کے دوران مقامی اور امریکی شہری کی انقرہ میں گرفتاری کے بعد دونوں ملکوں کے سفارتی تعلقات کشیدہ ہوگئے تھے۔اس واقعے کے بعد دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کے شہریوں کو ویزہ دینے پر پابندی عائد کردی تھی۔

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں ٹیکس پر چھوٹ ختم

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے ۲۰۱۸ء میں مصنوعات اور خدمات پر ۵؍فیصد ویلیو ایڈڈ ٹیکس (VAT) کے نفاذ کی منصوبہ بندی کی ہے۔سعودی عرب میں جہاں تارکین وطن طویل عرصے سے ٹیکس فری زندگی گزار رہے تھے ،حکومت کا یہ اقدام ان افراد کے لئے مالی مشکلات پیدا کرسکتا ہے۔خبر رساں ادارے کے مطابق ٹیکس مختلف اشیاء پر لاگو کیا جائے گا جن میں خوراک، الیکٹرونک، گیس اور کپڑوں کی مصنوعات کے ساتھ فون، پانی اور بجلی کے بلز، اور ہوٹلز کی بکنگ شامل ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

شمالی کوریا کو تیل کی فراہمی پر امریکہ کی چین کو دھمکی

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے بین الاقوامی سطح پر پابندیوں کے باوجود شمالی کوریا کو تیل کی فراہمی جاری رکھنے پر چین کو دھمکی دی ہے۔ٹرمپ نے چین پر شمالی کوریا کو تیل سپلائی کرنے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ چین شمالی کوریا کو تیل فراہم کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے، شمالی کوریا کو تیل کی سپلائی بین الاقوامی پابندیوں کی خلاف ورزی ہے، چین کی جانب سے خلاف ورزی شمالی کوریا کے مسئلے کا دوستانہ حل نہیں ہے، جس سے امریکہ کا رویہ مزید سخت ہوسکتا ہے۔دوسری طرف چین کی جانب سے ٹرمپ کا شمالی کوریا کو تیل منتقلی کا الزام مسترد کردیا گیا ہے ۔چین کی وزارت خارجہ کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ چین اپنے شہریوں اور کمپنیوں کو اقوام متحدہ کی قرارداد کے خلاف سرگرمیوں کی اجازت نہیں دیتا۔(نیوز ایکسپریس)

یروشلم کے معاملے پر مذاکرات کا خواہاں ہوں: پوپ فرانسز

کیتھولک عیسائیوں کے مذہبی پیشوا پوپ فرانسز نے کرسمس کے موقعے پر اپنے روایتی خطاب میں کہا ہے کہ وہ یروشلم کے معاملے پر امن کے خواہاں ہیں اور انھوں نے اسرائیلوں اور فلسطینیوں کے درمیان مذاکرات کی امید ظاہر کی ہے۔خطے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کا اعتراف کرتے ہوئے انھوں نے ''مذاکرات سے تیار کردہ حل؛ جو دو ریاستوں کو امن کے ساتھ رہنے دے'' کی سوچ کی حوصلہ افزائی کی۔واضح ہو کہ حال ہی میں امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے کا اعلان کیا تھا جس کے بعد عالمی برادری نے اس فیصلے پر منفی ردِ عمل ظاہر کیا۔گذشتہ ہفتے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں امریکہ سے کہا گیا ہے کہ وہ مقبوضہ بیت المقدس یا مشرقی یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے کا اعلان واپس لے۔قرارداد کے حق میں 128 ممالک نے ووٹ دیا، 35 نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا جبکہ ۹؍ملکوں نے اس قرارداد کی مخالفت کی۔(بی بی سی لندن)

دنیا بھر میں حلال مصنوعات کی طلب میں اضافہ

گزشتہ 10 برسوں سے دنیا بھر میں حلال مصنوعات کی طلب میں مسلسل اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔اس وقت دنیا کی مجموعی فوڈ انڈسٹری کا ۱۶؍فیصد حصہ حلال مصنوعات پر مشتمل ہے۔حلال مصنوعات صرف کھانے پینے کی اشیا تک محدود نہیں رہیں، بلکہ اب ان کا دائرہ رئیل اسٹیٹ، ہوٹل انڈسٹری اور بینکاری سے لے کر ادویہ سازی اور کاسمیٹکس کی انڈسٹری تک وسیع ہوتا جارہا ہے۔ایک اندازے کے مطابق آئندہ چند برسوں میں حلال مصنوعات کی مارکیٹ ۴؍کھرب ڈالر تک پہنچ جائے گی۔ اسلامی شرعی احکامات سے مطابقت رکھنے والی مصنوعات کی طلب میں تیزی سے اضافے کا ایک سبب اسلامی ممالک میں آنے والی خوشحالی اور قوتِ خرید میں اضافہ بھی ہے۔ دنیا بھر میں ایک ارب ۶۰؍کروڑ سے زائد ایسی نوجوان آبادی ہے، جو اپنے بزرگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ قوتِ خرید رکھتی ہے۔صرف امریکی مسلمانوں کی قوتِ خرید کا تخمینہ ۱۷۰؍ارب ڈالر سالانہ لگایا گیا ہے۔اس تیزی سے بڑھنے والی مارکیٹ میں حصہ لینے کے لیے ٹیسکو ،نیسلے اور میکڈونلڈ جیسی ملٹی نیشنل کمپنیاں پہلے ہی میدان میں آچکی ہیں، اور عالمی حلال مارکیٹ کے بڑے حصے پر قابض ہوگئی ہیں، مثلاً سعودی عرب کو حلال چکن برازیل اور اسلامی طریقے سے ذبح شدہ بکرے کا گوشت نیوزی لینڈ سے سپلائی کیا جاتا ہے۔اسی طرح اب برطانیہ اور کینیڈا کی دوا ساز کمپنیاں حلال ادویات اور وٹامنز تیار کررہی ہیں۔جب کہ اسلامی ممالک میں حلال کاسمیٹکس اور اسکن کیئر پروڈکٹس کی طلب بھی بڑھ رہی ہے۔اس لیے تاجروں کو حلال مصنوعات کی ایکسپورٹ اور امپورٹ پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔یہ جہاں ان کے لیے ایک نہایت نفع بخش مارکیٹ ثابت ہوگی، وہیں وہ حلال پھیلانے اور حرام کم کرنے کے عظیم اجر کے بھی حق دار ہوں گے۔مسلم تاجروں کو اس خصوصی مارکیٹ میں غیر مسلموں کی دلچسپیوں سے سبق حاصل کرنا اور بڑے پیمانے پر اس طرف کام کو بڑھانا چاہئے۔(بحوالہ معیشت ڈاٹ کام)

موبائل فون جسم اور بستر سے دور رکھیں

کیلیفورنیا کے شعبہ پبلک ہیلتھ نے موبائل فون سے خارج ہونے والی ریڈیو فریکوئنسی انرجی سے بچنے کے لیے ایک ہدایت نامہ جاری کیا ہے۔اگرچہ ماہرین سائنس موبائل فون کے استعمال سے ہونے والے نقصانات پر متفق نہیں ہیں لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ طویل عرصے تک موبائل فون کا استعمال اور زیادہ استعمال صحت کے لیے مضر ہے۔کیلیفورنیا کے شعبہ پبلک ہیلتھ کی ڈائریکٹر ڈاکٹر کیرن سمتھ کا کہنا ہے ''موبائل فون کے زیادہ استعمال سے صحت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔موبائل فون کے مضر اثرات سے بچے اور بالغ دونوں ہی بچ سکتے ہیں، اگر وہ اپنی جیب میں فون نہ رکھیں اور رات کو سوتے وقت اپنا موبائل بستر سے دور رکھیں، موبائل فون ریڈیو فریکوئنسی انرجی خارج کرتے ہیں اور یہ صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔'' ایک اندازے کے مطابق زیادہ تر نوجوان سارا دن اپنے فون آن رکھتے ہیں اور سوتے ہوئے بھی فون قریب رکھتے ہیں۔ڈاکٹر سمتھ کا کہنا ہے 'بچوں کے ذہن کی نشونما جوانی میں ہوتی ہے اور موبائل کے زیادہ استعمال سے منفی اثر پڑ سکتا ہے۔ والدین کو چاہئے کہ وہ بچوں کو زیادہ موبائل فون استعمال نہ کرنے دیں اور رات کو فون بند کردیں۔'' کیلیفورنیا کے شعبہ پبلک ہیلتھ نے چند بنیادی احتیاطی تدابیر بھی تجویز کی ہیں جن سے ریڈیو فریکوئنسی انرجی سے بچا جاسکتا ہے۔

۱۔فون کو اپنے جسم سے دور رکھیں
۲۔موبائل فون کم استعمال کریں جب سگنل کمزور ہوں
۳۔موبائل پر آڈیو یا ویڈیو اسٹریمنگ کم کریں یا بڑی فائلیں اپ لوڈ یا ڈاؤن لوڈ نہ کریں
۴۔رات کے وقت فون کو اپنے بستر سے دور رکھیں
۵۔جب فون پر بات نہیں کررہے ہوں تو ہیڈسیٹ اتار دیں (بحوالہ بی بی سی لندن)

بٹ کوائین میں سرمایہ کاری کرنے والوں کو حکومت کا انتباہ

حالیہ دنوں میں کرپٹو کرنسی (ڈیجیٹل کرنسی) بٹ کوائین اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیوں میں سرمایہ کاری میں زبردست اضافہ ہوا ہے، ۲۰۱۷ء میں سب سے زیادہ منافع جن وسائل سے لوگوں نے کمایا، ان میں بٹ کوائین بھی ایک ہے۔لیکن حکومت ہند کے وزارت مالیات نے واضح کردیا ہے کہ اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے، وزارت نے لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے اس سے بچنے کی تاکید کی ہے۔وزارت کا کہنا ہے کہ یہ فرضی چٹ فند کی طرح ہے، اس کو کوئی سرکاری ادارہ نہیں چلاتا ہے، اس میں سرمایہ کاری کرنے والوں کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔اس کرنسی کے پیچھے کوئی حقیقی مالیت موجود نہیں ہے، اس میں صارفین کو اچانک بھاری نقصان بھی اٹھانا پڑ سکتا ہے اور ان کی خون پسینے کی کمائی کو جھٹکا لگ سکتا ہے۔(این ڈی وی نیوز سروس)

سی بی ایس ای کی دسویں اور بارہویں کے امتحان کی ڈیٹ شیٹ جنوری میں

سنٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن (CBSE) دسویں اور بارہویں کے امتحان کی ڈیٹ شیٹ جنوری میں آنے کی امید ہے۔ویسے بورڈ کی جانب سے آفیشیل طور پر ابھی کوئی اطلاع نہیں ملی ہے۔ بورڈ کے قریبی ذرائع کے مطابق مارچ ۲۰۱۸ء میں ہونے والے امتحان کی ڈیٹ شیٹ میں کچھ تاخیر ہوسکتی ہے، کیوں کہ ۲۰۱۸ء میں کرناٹک اسمبلی کے انتخاب ہونے والے ہیں، انتخاب کی وجہ سے یہ تاخیر ہوسکتی ہے۔گذشتہ سال سی بی ایس ای نے ۹؍جنوری کو ڈیٹ شیٹ جاری کردی تھی ، دسویں کلاس کا امتحان ۹؍مارچ سے ۱۰؍اپریل تک اور بارہویں کلاس کا امتحان ۹؍مارچ سے ۲۹؍اپریل تک منعقد ہوا تھا۔(نو بھارت ٹائمز)

طب وصحت

سردی کے موسم کی غذائیں

موسم سرما میں بھوک خوب لگتی ہے اور خوب کھایا بھی جاتا ہے۔ سردیوں میں پھل، سبزیاں، میوہ جات، اجناس اور مصالحے وغیرہ وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ گرما کی نسبت سرما میں ہر چیز کھانے کا ایک اپنا ہی لطف ہوتا ہے۔ چاہے گوشت کھائیں یا مچھلی دونوں بغیر فریج کے بھی خراب نہیں ہوتے۔ موسم سرما کی خاص سوغاتوں میں صحت بنانے والی بے شمار اشیاء وافر مقدار میں دستیاب ہوتی ہیں۔ مونگ پھلی، چنے، تل کے لڈو وغیرہ ہر ایک کی قوت خرید میں آجاتے ہیں۔ ابلے ہوئے انڈے اور چکن سوپ کے علاوہ گاجر کا حلوہ بھی اسی موسم کی خاص سوغات ہے۔ کینو، مسمی، نارنگی، مالٹا، سیب، کیلے، گنا، امرود، پپیتہ، ناریل، بیر، شکر قندی، سنگھاڑا اور آملہ وغیرہ صحت کے ساتھ ساتھ صاف خون کی فراہمی کے بھی ضامن ہوتے ہیں۔ موسم سرما میں شہد بھی بے حد فائدہ دیتا ہے۔ چلغوزہ، اخروٹ، خوبانی (خشک) میوے والا گڑ عام استعمال ہوتا ہے۔ مارجرین، مکھن، بالائی کا بھی بے دریغ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ موسم سرما میں بنائی گئی صحت سارا سال قائم رہتی ہے۔ اگر آپ کو صحت بنانی ہے تو موسم سرما میں ملنے والی ہر شے سے انصاف کریں۔ کھائیں، پئیں اور ورزش بھی ضرور کریں۔ نیند تو ویسے بھی اس موسم میں بہت آتی ہے اور نرم گرم لحافوں میں گھس کر آرام کرنے، چائے، کافی، سوپ پینے کا تو ایک الگ ہی مزہ ہے۔ ماہرین غذا اور طب کا کہنا ہے کہ قابل رشک صحت کا راز ریشہ دار غذاؤں کے استعمال میں ہے، یعنی فائبر نہ صرف یہ کہ امراض قلب سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ بڑھتے وزن پر بھی ان غذاؤں سے قابو پایا جاسکتا ہے۔ ماہرین صحت کے مطابق روزانہ ایسی غذائیں کھائیں جس میں 30 گرام ریشے موجود ہوں، ایسا اناج استعمال کیا جائے جس میں چھلکا ہو اور اس کا چھلکا الگ نہ کیا گیا ہو۔ ریشہ دار غذا ذیابیطس، فشار خون کی زیادتی میں کمی کے علاوہ جسم کے بنیادی اعضاء کے افعال پر بھی صحت مند اثرات مرتب کرتی ہے۔

پھلیاں

پھل، سبزیاں، اناج میں کبھی کبھی جوار، باجرہ، مکئی کا آٹا ملا کر اور تنہا بھی استعمال کریں، مثلاً روٹی کی شکل میں حلوے، چورا کی شکل میں، ملیدہ کی شکل میں، دلیہ کا استعمال کریں، اسپغول کھائیں، ثابت مسور، مونگ، لوبیا، مٹر، چھلکے والی دالیں کھائیں۔ چنے چھلکے سمیت کھائیں، مکئی اور بھٹے کھائیں۔ سویا بین کا استعمال کریں۔ مولی گاجر، شلجم، چقندر، سرسوں، میتھی، پالک، باتھوا اور چولائی کا ساگ موسم میں کم از کم دو تین بار ضرور کھائیں۔ بند گوبھی، شکر قندی، توری، کریلا، سیم، کچنار، لوبیا اور سہانجنہ کی پھلیاں بھی ایک سے دو تین یا چار بار موسم میں استعمال ضرور کریں۔ پھل (کدو میٹھا) پیٹھا، زیتون، چنے ابال کر، بھون کر کم از کم ایک بار موسم سرما میں ضرور استعمال کریں۔ گوشت میں بکرے کا گوشت مفید ہے۔ سالم اناج سے تیار کردہ حلیم، کھچڑا اور میتھی دانے کی کھچڑی بھی صحت کے ساتھ ساتھ موسم کی شدت سے بچائے گی۔ روزمرہ کی خوراک میں دودھ گوشت کے علاوہ اناج اور نمک وحیاتین کے مقررہ حرارے بھی ضرور شامل کریں۔

غذا کے استعمال کے بنیادی اصول

صحت کے لئے کھانے کے اوقات کی پابندی بہت اہمیت رکھتی ہے، ہر کھانے کا ایک خاص وقت مقرر ہونا چاہیے، ایک عربی مقولہ ہے کہ ''جب بھوک لگے تو کھانا کھا'' سچی اور حقیقی بھوک میں کھائی ہوئی غذا خوب ہضم ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہے۔ سونے سے پہلے کھانے کی عادت صحت کے لئے مضر ہے۔ غذا آہستہ آہستہ خوب چبا چبا کر کھائیں تو بدہضمی نہیں ہوگی ہلکی اور جلد زود ہضم غذا پہلے اور بھاری غذا بعد میں کھائیں' درمیان میں ایک بار ضرور پانی پئیں یا کھانے کے ایک گھنٹے بعد پانی پئیں۔ جو لوگ سست، کاہل اور ایک جگہ بیٹھے بیٹھے کام کرنے کے عادی ہوں انہیں مرغن غذاؤں کی جگہ کچی اور ابلی غذا کا استعمال کرنا چاہیے۔ سلاد کا استعمال زیادہ کریں، سخت محنت یا ورزش کے فوراً بعد کھانا کھانے سے اجتناب برتیں، دن بھر میں دو تین بار سے زیادہ کھانا نہ کھائیں۔ ناشتہ ڈٹ کر کریں اور دوپہر میں ہلکا پھلکا ریفریشمنٹ مناسب ہے۔ رات میں خوب اچھی خوراک یہاں تک کہ پائے بھی کھائے جاسکتے ہیں۔ مٹھائیوں میں پھل کھانے کو ترجیح دیں یا شہد اور قدرتی چینی سے تیار میٹھی اشیاء مثلاً گاجر، شکرقند، چقندر، مصری، کھانڈ، گڑ کا میٹھا استعمال، سرکہ، نمک اور لیموں کا اعتدال میں استعمال کریں۔ مشروبات میں موسم کی مناسبت سے چائے، کافی دن میں ایک آدھ بار لیں جوشاندہ، جڑی بوٹیوں کی چائے، سبز چائے، کشمیری چائے، قہوہ، میوہ والی چائے اور ادرک دارچینی کی چائے کا استعمال بھی صحت بخش ہے۔ زیادہ تلی بگھاری آئل والی اور خوب تیز گرم اشیاء کھانے سے پرہیز کریں اور اسی طرح خوب سرد اور ٹھنڈی اشیاء استعمال نہ کریں۔

دماغی صحت

مچھلی کا وافر استعمال کریں، مچھلی کا تیل استعمال کریں۔ سائنسدانوں، معالجین اور ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ انڈے، مرغی کے چوزے، دودھ مکھن اور بادام کے علاوہ سویابین، چنے، مٹر، کشمش، پستہ، اخروٹ، پنیر، مکئی، جو، سیب، آم، انگور وغیرہ کا دماغی قوت بڑھانے کے لئے استعمال کریں ان سب میں فاسفورس وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اور فاسفورس دماغی تقویت اور ترقی کے لئے مفید ہے۔

ضروری سرگرمیاں

ورزش کریں' نہار منہ کھانے کے چند گھنٹوں بعد سائیکل چلائیں، پیدل چلیں، گھر کے کام خود کریں، دانت صبح اور رات کو صاف کر کے سوئیں، جسم کا مساج کریں۔ ہفتے میں دو بار کم از کم نیم گرم پانی سے غسل کریں' ہاتھ پاؤں کی صفائی کریں، بالوں میں تیل کا مساج کریں، صبح سویرے اٹھیں اور نماز کو پانچ وقت ادا کرنے کی کوشش کریں، سب سے بہترین ورزش اپنے کام کرنا اور پیدل چلنا، دوڑنا ہے، جتنا کھائیں اتنی ہی ورزش یا جسمانی سرگرمیوں میں حصہ لیں۔ جسمانی سرگرمیوں کی بدولت جسم کا فریم حقیقی حالت میں قائم رہتا ہے۔ بھاگ دوڑ، تیراکی یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو جسم کے ہر جوڑ کو مضبوط رکھتی ہیں۔ 45 برس کے بعد جسمانی سرگرمیوں کا دورانیہ بڑھا دیں۔ ذہنی دباؤ کو ہمیشہ سے انسانی صحت کا دشمن قرار دیا جاتا رہا ہے اس صورت حال میں جسم سے ایسے ہارمونز کا اخراج ہوتا ہے جو وزن میں تیزی سے اضافے یا کمی کا باعث بنتے ہیں۔ دونوں ہی صورتوں میں صحت متاثر ہوتی ہے۔ ذہنی دباؤ اور بلند فشار خون پر قابو پایا نہ جائے تو فالج کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ ڈپریشن سے بچاؤ کے لئے ذہنی اور جسمانی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے علاوہ سماجی معاشی تعلقات بہتر بنائیں۔ الجھن کو سلجھائیں۔ مشکل نہ بننے دیں۔ تمباکو سمیت ہر قسم کی نشہ آور اشیاء سے بچیں۔ موسم سرما میں کام اور آرام دونوں کو اگر متوازن وقت پر کیا جائے تو سب کچھ ممکن ہے۔ ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی صحت کے لئے روزمرہ کی غذا طرز زندگی اور مشاغل میں مثبت تبدیلیوں کے لئے موسم سرما یقیناً آپ کے لئے ڈائنامک ثابت ہوگا۔ تندرسی کے ساتھ اور قوت سے دنیا کے چیلنجوں کا مقابلہ کریں۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ راشد العزیزی ندوی

جاڑے میں گرم کپڑے اور کمبل سے غرباء کو راحت پہونچائیں: ناظم امارت شرعیہ

جاڑے کی شدت بڑھتی جارہی ہے، موسم کا مزاج بدل رہا ہے، آئندہ چند دنوں میں اس میں اور تیزی آنے کی توقع ہے، ایسے وقت میں امارت شرعیہ کی جانب سے ہر سال غرباء ومساکین کے درمیان کمبل تقسیم کرنے کی روایت رہی ہے، اس سال بھی غرباء کے درمیان کمبل کی تقسیم شروع ہوگئی ہے، خاص کر اس سال شمالی بہار کے سیلاب زدہ علاقوں میں بڑے پیمانے پر کمبل کی تقسیم کا منصوبہ بنایا گیا ہے، ارریہ، پورنیہ، کٹیہار، کشن گنج، مغربی ومشرقی چمپارن اور پٹنہ کے مختلف علاقوں میں کمبل بھیجے جاچکے ہیں اور تقسیم ہو رہے ہیں، بقیہ علاقوں میں بھی جانے کا سلسلہ شروع ہے۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اہل خیر حضرات سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیں، خاص طور پر شمالی بہار کے سیلاب زدگان کے لیے زیادہ سے زیادہ تعداد میں کمبل کی فراہمی میں اپنا تعاون دیں، امارت شرعیہ کی طرف سے جس طرح کے کمبل کی خریداری کی جارہی ہے، اس میں ایک کمبل کی قیمت -/350 روپئے ہے۔ اصحاب خیر حضرات اپنی طرف سے جتنے کمبل مستحقین کو بھیجنا چاہتے ہوں، اس حساب سے اس کی قیمت بیت المال امارت شرعیہ میں ارسال فرمادیں، یا خود خرید کر مستحقین تک پہونچانے کی سعی کریں۔ ناظم صاحب نے کہا کہ جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے، خاص طور مصیبت کی اس گھڑی میں مصیبت زدگان کی راحت رسانی ہر مسلمان کی انسانی وایمانی ذمہ داری ہے۔ ساتھ ہی اپنے طور پر اپنے محلّہ اور علاقہ کے ضرورت مند افراد کی مدد کریں، رشتہ داروں میں کوئی ضرورت مند ہو تو اس کا خیال کریں، یہ بڑا کار ثواب ہے، امید ہے کہ اہل خیر حضرات اس طرف فوری توجہ دیں گے۔

مغربی چمپارن میں امارت شرعیہ کا مفت ہیلتھ چیک اپ کیمپ

امارت شرعیہ کے مولانا سجاد میموریل اسپتال کی جانب سے بگھی ضلع مغربی چمپارن میں مفت ہیلتھ و آئی چیک اپ کیمپ کا انعقاد

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے تحت چلنے والے اسپتال مولانا سجاد میموریل اسپتال کے زیر انتظام مغربی چمپارن کے دیوراج گرلس ہائی اسکول بگھی میں آج مورخہ ۲۴ر دسمبر روز اتوار کو مفت ہیلتھ وآئی چیک اپ کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ اس کیمپ سے تقریباً سات سو مریضوں نے استفادہ کیا۔ اس کیمپ میں جنرل بیماریوں کے علاوہ ہارٹ، آنکھ، ناک، کان، گلا اور دانت کے ماہر ڈاکٹروں نے مریضوں کی جانچ کی، حسب ضرورت دوائیں بھی مفت دی گئیں اور جن مریضوں کو موتیابند کے آپریشن کی ضرورت ہے، ان کا آپریشن بھی پھلواری شریف میں ایم ایس ایم اسپتال میں مفت کیا جائے گا۔ اس کیمپ میں جناب ڈاکٹر سجاد احسن ہارٹ اسپیشلسٹ و جنرل فزیشین، جناب ڈاکٹر ایس اے نوشاد آنکھ کان وگلا اسپیشلسٹ، جناب ڈاکٹر غلام محی الدین اشرفی جنرل فزیشین، جناب ڈاکٹر یاسر حبیب ڈینٹسٹ نے شریک ہو کر اپنی خدمات دیں۔ مولانا سجاد اسپتال اور امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر ٹرسٹ کے سکریٹری جنرل مولانا سہیل احمد ندوی صاحب بھی اس میڈیکل کیمپ میں شریک ہوئے، انہوں نے کیمپ کے بعد صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ یہ کیمپ الحمد اللہ بہت کامیاب رہا اور سات سو سے زیادہ لوگوں نے بلاتفریق مذہب اس کیمپ سے فائدہ اٹھایا، امارت شرعیہ ہمیشہ سے دور دراز کے دیہاتوں اور غریب آبادیوں میں ہیلتھ چیک اپ کیمپ لگاتی رہتی ہے، تاکہ ضرورت مند مریضوں کا علاج ہو سکے اور صحت کے تئیں لوگوں میں بیداری بھی پیدا ہو۔ اس کیمپ کو کامیاب بنانے میں اسپتال کے اسٹاف میں سے جناب ہمایوں اشرف صاحب اور جناب ظفر صاحب نے بہت اہم رول ادا کیا۔

پروفیسر ثوبان فاروقی کا انتقال مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کا اظہار تعزیت

نامور شاعر، ادیب، نقاد، ڈرامہ نگار اور ملک کی معروف علمی وادبی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر ثوبان فاروقی صاحب مورخہ ۲۶ر دسمبر ۲۰۱۷ء کو عصر کی نماز کے قریب مختصر علالت کے بعد اس دار فانی سے کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! وہ پٹنہ کے پارس اسپتال میں زیر علاج تھے کہ وقت موعود آپہونچا اور انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ملک کی علمی وادبی محفلوں کو سوگوار کر کے اور بھرے پرے گھر کو روتا بسورتا چھوڑ کر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر اناسی (۷۹) سال کے قریب تھی۔ وہ ہندوستان کے اعلیٰ درجے کے محقق اور ناقد تھے، انہوں نے پوری مدت ملازمت آراین کالج حاجی پور میں صدر شعبۂ اردو کی حیثیت سے گذارا اور ملازمت کے بعد انور پور حاجی پور میں قیام پذیر تھے۔ ان کے انتقال سے علمی وادبی دنیا کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے مرحوم کے آخری دیدار کے بعد ان کے ورثاء سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔ قارئین سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مسلمان ہمت وحوصلہ کے ساتھ زندگی گذاریں (وفد امارت شرعیہ)

امارت شرعیہ کا ایک موقر وفد راقم کی قیادت میں مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۷ء کو ضلع جہان آباد دوارول کے دعوتی دورہ پر روانہ ہوا، وفد کا پہلا پروگرام فولاد پور میں تھا، جہاں وفد کی گاڑی صبح ساڑھے نو بجے سے پہلے پہونچ گئی، آبادی کے مسلمانوں نے آبادی سے آگے نکل کر وفد کا شاندار استقبال کیا، ۱۰ر بجے دن تا ظہر ایک بڑے جلسہ کا انعقاد ہوا، اس اجلاس میں ارکان وفد نے امارت شرعیہ کے ہمہ جہت خدمات اور امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ کے زیر سایہ جاری سرگرمیوں کا جامع تعارف کرایا، موجودہ حالات میں مذہب اسلام کے تابعداروں کی ذمہ داری کیا ہیں، ان سے آگاہ کیا، تعلیم کی ضرورت پر روشنی ڈالی، اجلاس میں فولاد پور اور قرب وجوار سے بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، اجلاس کو بامقصد بنانے میں مولانا عاصم مظاہری رئیس النقیب امارت شرعیہ، الحاج اختر صاحب، مولانا مشتاق قاسمی صاحب، قاری محمد صابر صاحب ناظم مدرسہ نازیۃ العلوم، الحاج غیاث الدین صاحب، مولانا نسیم احمد قاسمی ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام کنسواں، اشتیاق اعظم کنسواں اور محمد عباس صاحب کنسواں نے خصوصی حصہ لیا، رات کا پروگرام کرتھا ڈیہہ میں تھا، بعد نماز مغرب کرتھا ڈیہہ کی وسیع جامع مسجد میں شاندار اجلاس کا انعقاد ہوا، ارکان وفد نے نہایت موثر انداز میں معاشرتی اصلاح کی دعوت دی، وفد کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور نقباء وخواص کو خصوصی مجلس میں ان کی ذمہ داریوں کے تعلق سے بیدار کیا، اس آبادی میں نقیب امارت شرعیہ ماسٹر پرویز، نائب نقیب ماسٹر شاہد اختر، ماسٹر عبدالقادر، محمد نسیم اختر، ڈاکٹر قیصر احمد شاہ روم وغیرہ نے اجلاس کو کامیاب بنانے میں خصوصی تعاون دیا، ۲۵ر دسمبر کو دن کا اجلاس علاقے کی مشہور آبادی پنجرانواں میں منعقد ہوا، اجلاس میں قرب وجوار کے دس گاؤں کے نمائندگان نے شرکت کی، ارکان وفد نے وحدت واجتماعیت کی اہمیت، بنیادی دینی تعلیم کی ضرورت اور انفرادی واجتماعی زندگی میں شریعت کی مکمل پابندی کے تعلق سے ضروری باتیں بتائیں، شرکاء اجلاس نے اس دورہ کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے ہر سال ایسے دورہ کی ضرورت پر زور دیا، اس اجلاس کی کامیابی میں نقیب امارت شرعیہ نسیم احمد صاحب، نائب نقیب سونو بابو، محمد فیاض عرف گوہر، محمد شعیب ملک، مفتی عبدالقدوس مظاہری، مولانا قاسم صاحب ناظم مدرسہ عزیزیہ، مولانا محمد عاصم صاحب اور مفتی ذاکر صاحب دھمول کا اہم حصہ رہا، رات کا اجلاس شکور آباد بازار میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی بھی اچھی تعداد نے شرکت کی، ارکان وفد خصوصیت کے ساتھ پیام انسانیت کے موضوع پر خطاب کیا، تعلیم کی اہمیت بتائی اور خواتین کے حقوق پر بھی روشنی ڈالی، یہاں کے اجلاس کو کامیاب بنانے میں حافظ عبداللہ صاحب، پروفیسر نجم الحسن صاحب، محمد عباس صاحب اور محمد کلیم صاحب وغیرہ نے اہم حصہ لیا، ۲۶ر دسمبر کو دن کا اجلاس سلیم پور لانجو میں منعقد ہوا، سخت کہرے اور سردی کی تیز لہر سے اجلاس کا نظام اندیشہ میں پڑ گیا تھا، لیکن گھنٹہ بھر کے وقفہ کے بعد موسم پوری طرح کھل گیا، اور اجلاس میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی،

اس اجلاس کی کامیابی میں امام مسجد مولانا جسیم الدین، محمد پرویز عالم، خلیل احمد، وغیرہ نے کلیدی حصہ لیا، رات کا اجلاس بی بی پور کاکو میں منعقد ہوا، قرب وجوار کی آبادی سے جم غفیر نے اجلاس میں شرکت کی، ارکان وفد نے موجودہ حالات میں بحیثیت خیر امت اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی دعوت دی، اور کہا کہ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا کرنے والے بن جائیں تو اللہ کی نصرت ہمارے ہمرکاب ہوگی، لوگوں نے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم اور ناظم امارت شرعیہ مدظلہ کا بار بار شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس اصلاحی وفد کو علاقے میں بھیجا، اس اجلاس کے تعلق سے محمد حلیم اشرف صاحب، ضیاء الرحمٰن صاحب اور الحاج سہیل احمد صاحب نے خاص طور پر فکرمندی کا ثبوت دیا، ۲۷ر دسمبر کو دن کا اجلاس دانو بیگھہ میں منعقد ہوا، دسیوں گاؤں کے چنیدہ حضرات نے اجلاس میں شرکت کی، حالات کے پس منظر میں جہیز وتلک، شراب ونشہ اور طلاق جیسی برائیوں کی شناعت بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو حوصلہ کے ساتھ زندگی گذارنے کی دعوت دی گئی، اس اجلاس کو کامیاب بنائے میں محمد مستقیم کوثر صاحب، مولانا نصیر الدین صاحب، محمد قیصر وغیرہ نے خاص حصہ لیا، رات کا اجلاس مخدوم پور کی وسیع جامع مسجد میں منعقد ہوا، جہاں ۹ر بجے شب تک علماء نے خطاب کیا، اس دعوتی دورے پر پورے خطے میں بیداری کی نئی لہر محسوس کی جارہی ہے، ہر جگہ ہر سال ایسے دورے کا مطالبہ ہے، ذمہ داروں کی خصوصی میٹنگ کے ذریعہ ہر گاؤں سے پانچ پانچ ذمہ داروں کو طے کیا گیا ہے، جو امارت شرعیہ کے پیغام پر ہر آن لبیک کے لئے تیار رہیں گے، تمام جگہوں میں وفد کا شاندار استقبال ہورہا ہے، وفد کا یہ سلسلہ ۳۰ر دسمبر تک جاری رہے گا۔

ناظم امارت شرعیہ کی عمرہ کے سفر سے واپسی پر امارت شرعیہ میں دعائیہ نشست

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی اپنے عمرہ کے ایک ماہ کے سفر سے بخیر وخوبی مورخہ ۲۷ر دسمبر کو پٹنہ واپس آگئے، اس سفر میں ناظم صاحب کے ساتھ ان کی اہلیہ، بڑے صاحب زادے جناب انجینئر عبیدالرحمٰن اور امارت شرعیہ کے کارکن جناب سید مظہر حسین صاحب بھی شریک تھے۔ حضرت ناظم صاحب کی واپسی پر امارت شرعیہ میں ایک دعائیہ نشست کا انعقاد کیا گیا، جس میں امارت شرعیہ کے تمام کارکنان، ذمہ داران کے علاوہ تربیت قضاء کے طلبہ اور شہر کے معزز افراد شریک ہوئے۔ اس مجلس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے تاثراتی بیان میں ناظم صاحب نے بیان فرمایا کہ یہ محض اللہ کی مدد، توفیق اور اس کی خاص نصرت سے ممکن ہو پایا کہ اللہ نے اپنے پاک گھر اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کرائی، اللہ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے ایک ماہ کا عرصہ مقدس شہر اور مقدس مسجد میں نماز پڑھنے، بیت اللہ کا طواف کرنے اور دعا کرنے کا موقع دیا۔ ناظم صاحب نے بیان فرمایا کہ مال واسباب اور مادی وسائل سے زیادہ یہ اللہ کی توفیق ونصرت پر منحصر ہے، ورنہ بہت سے لوگ مادی وسائل کی کثرت کے باوجود اللہ کے گھر کی زیارت کی سعادت حاصل نہیں کر پاتے، اس لیے ہم سب کو اللہ کی نصرت اور توفیق کی دعا کرنی چاہئے۔

ناظم صاحب نے حرمین شریفین اور مقامات مقدسہ میں سعودی حکومت کی جانب سے عازمین حج وعمرہ کو فراہم کی جانے والی سہولتوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے بہت زیادہ سہولتیں فراہم کر رکھی ہیں، اور ہر چیز کے نظام کو ہمیشہ بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش میں حکومت کے ذمہ داران لگے رہتے ہیں، اس کے لیے وہ تعریف کے مستحق ہیں۔ ناظم صاحب نے کہا کہ آج کل حرمین شریفین میں ایک عام خرابی یہ دیکھی جارہی ہے کہ لوگ حرمین شریفین میں کثرت کے ساتھ موبائیل سے فوٹو گرافی، ویڈیو گرافی یا سیلفی لینے میں لگے رہتے ہیں، یہاں تک کے طواف کرتے ہوئے بھی ویڈیو بنانے سے باز نہیں آتے، یہ مقامات مقدسہ اور حرم شریف کے تقدس کے خلاف ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے، طواف ایک اہم عبادت ہے، اور اللہ کی توفیق سے یہ سنہرا موقع ہاتھ آیا ہے، تو اسے یوں ہی ویڈیو بنانے میں اور سیلفی لینے میں ضائع کرنا قطعا مناسب نہیں ہے۔ اس لیے آپ میں سے جسے بھی اللہ حج وعمرہ کی توفیق دے، وہ ایسی خرافات سے خود بھی بچے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرے۔ ناظم صاحب نے فرمایا کہ سعودی حکومت نے بھی ہی اچھا قدم اٹھایا ہے کہ حرمین شریفین میں فوٹو گرافی اور ویڈیو گرافی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اخیر میں ناظم صاحب کی دعا پر اس نشست کا اختتام ہوا

فتاویٰ علماء ہند، علماء ہندوپاک کی دوسوسالہ خدمات کا مجموعہ: مولانا انیس الرحمٰن قاسمی

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی جس وقت عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے، ان کے ہمراہ اہلیہ، صاحبزادے انجینئر عبیدالرحمٰن، جناب مظہر صاحب ہیں، امام حرم شاہ فیصل غزالی سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے ناظم صاحب نے امارت شرعیہ کے کاموں کی وسعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی نمائندہ تنظیم ہے، جو مسلمانوں کی دینی، تعلیمی، فلاحی کاموں میں ہمہ وقت سرگرم رہتی ہے، امارت شرعیہ اس وقت ایک بڑے منصوبے پر کام کررہی ہے، جس کے تحت ہر ضلع میں سی بی ایس ای طرز پر بہترین اسکول کے قیام کی طرف پیش قدمی کررہی ہے۔ ملاقات کے دوران ناظم صاحب نے فتاویٰ علماء ہند کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہ فتاویٰ علماء ہند، علماء ومفتیان ہندوپاک کی دوسوسالہ خدمات کا مجموعہ ہے، جس کا عربی اور انگریزی میں ترجمہ بھی کیا جارہا ہے، عربی اور انگریزی میں پہلی جلد منظر عام پر آگئی ہے، اس موقع سے حضرت ناظم صاحب نے فتاویٰ علماء ہند جلد اول کا عربی ترجمہ بھی امام حرم کی خدمت میں پیش کیا۔

جامعہ رحمانی مونگیر میں تقریری وتحریری مسابقہ کا دوسرا دور جاری

جامعہ رحمانی مونگیر میں تقریر وتحریر کا مسابقہ جاری ہے، پہلے مرحلہ کا مسابقہ ختم ہوگیا، جس میں پچھلے سال کے انعام یافتہ ۳۱ر طلبہ نے شرکت کی اور (۱) بعثت نبوی ﷺ کا مقصد (۲) اسلامی شریعت اور اس میں بڑھتی مداخلت ہمارے لیے لمحہ فکریہ کے موضوع پر تقریریں کیں، مسابقہ کا دوسرا مرحلہ غیر انعام یافتہ طلبہ کے درمیان جاری ہے، اور اب تک (۱) غصہ ایک مہلک بیماری (۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن (۳) رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک (۴) فتنہ ارتداد کا نیا روپ شکیل بن حنیف کے موضوع پر ۶۷ر طلبہ کی تقریریں ہوچکی ہیں، ہندوستان کی تعمیر وترقی میں مسلم حکمرانوں کا کردار اور راستہ کے آداب وحقوق پر تقریریں ہوئیں، جو جمعرات کو ہوگا، اس کے علاوہ معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی بحیثیت جنرل سکریٹری بورڈ اور امیر شریعت کے عنوانات پر بیش قیمتی مقالے بھی پیش کیے جائیں گے۔ اس موقعہ پر حکم کے فرائض جامعہ رحمانی کے اساتذہ مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی، مولانا جمیل احمد مظاہری، مولانا محمد خالد رحمانی، مولانا محمد کبیر الدین رحمانی، مولانا مفتی مبارک حسین قاسمی، مولانا محمد احمد مظاہری، مولانا مفتی معین کوثر قاسمی، مولانا مفتی جاوید اقبال قاسمی اور مولانا انظر حسین قاسمی نے انجام دیئے۔ جامعہ رحمانی میں طلبہ میں تقریر وتحریر کی صلاحیت ابھارنے کے لیے انجمن نادیۃ الادب قائم ہے، جس کے تحت طلبہ کو ہفتہ وار تقریر کی مشق کرائی جاتی ہے، دوبار مسابقہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ ایک بار تقریر کا ایسا مسابقہ ہوتا ہے، جس میں عنوان طلبہ کو دومنٹ پہلے بتایا جاتا ہے، پختہ کار اہل قلم بنانے کے لیے دیواری پرچہ الجامعہ کی اشاعت کا سلسلہ بھی قائم ہے، اور مقالہ نویسی کا مسابقہ بھی ہوتا ہے۔ جامعہ رحمانی مونگیر کے سرپرست مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی خواہش ہے کہ طلبہ میں کمپیٹشن کا مزاج بنے، اور وہ ہمہ جہت صلاحیت کے مالک ہوں، اس لیے مقابلہ کی نوعیت میں ان کی ہدایت پر تبدیلی آتی رہتی ہے، اور طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے قیمتی انعامات دیئے جاتے ہیں، انجمن کے صدر جناب مولانا محمد نعیم صاحب رحمانی نے یہ بتاتے ہوئے کہا کہ طلبہ کی بہت بڑی تعداد نے مسابقہ میں شرکت کی ہے، جو خوشی کی بات ہے، لیکن یہ قابل اطمینان نہیں ہے، یہ تعداد اور بڑھنی چاہئے، آپ کے سرپرست کی خواہش ہے کہ آپ میں کا ہر کوئی بڑی صلاحیتوں کے ساتھ میدان عمل میں جائے۔

بقیات

بقیہ اللہ کی باتیں ....علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نماز کے اخلاقی ،تمدنی اور معاشرتی فائدے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”نماز تو درحقیقت ایمان کا ذائقہ، روح کی غذا اور دل کی تسکین کا سامان ہے، مگر اسی کے ساتھ وہ مسلمانوں کے اجتماعی، اخلاقی ،تمدنی اور معاشرتی اصلاحات کا بھی کارگر آلہ ہے، آں حضرت ﷺ کے ذریعہ سے اخلاق وتمدن ومعاشرت کی جتنی اصلاحیں وجود میں آئیں ان کا بڑا حصہ نماز کی بدولت حاصل ہوا، اسی کا اثر ہے کہ اسلام نے ایک ایسے بدوی، وحشی اور غیر متمدن ملک کو جس کو پہننے اوڑھنے کا بھی سلیقہ نہ تھا، چند سال میں ادب وتہذیب کے اعلی معیار پر پہنچا دیا اور آج بھی اسلام جب افریقہ کے وحشی سے وحشی ملک میں پہنچ جاتا ہے تو وہ کسی بیرونی تعلیم کے بغیر صرف مذہب کے اثر سے مہذب ومتمدن ہو جاتا ہے۔ متمدن قوموں میں جب وہ پہنچ جاتا ہے تو ان کے تخیل کو بلند سے بلندتر، پاکیزہ سے پاکیزہ تر بنا دیتا ہے اور ان کو اخلاص کی وہ تعلیم دیتا ہے، جس کے سبب سے ان کا وہی کام جو پہلے مٹی تھا، اب اکسیر بن جاتا ہے۔“ (سیرۃ النبی:۵/۱۲۰)

لہذا اگر مسلمان ان دو چیزوں کو اپنے اندر پیدا کر لیں تو دنیا میں اللہ کا وعدہ ہے کہ ”إن اللہ مع الصابرین “ کہ اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، یعنی اس کی مدد ونصرت تو پھر جب اللہ کی مدد ساتھ ہو تو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی ہے اور آخرت میں ایسے صابروں کے لئے وعدہ ہے ”إنما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب “ (الزمر:۱۰) امام قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ہر عمل کے ثواب وجزاء کی ایک حد متعین فرما دی ہے، جیسے من جاء بالحسنہ فلہ عشر امثالھا (الانعام:۱۶۰) یا صدقہ کے بارے میں فرمایا ”مثل الذین ینفقون أموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ الخ (البقرہ:۲۶۱) لیکن جب صابرین کا معاملہ آیا تو اعلان کیا گیا ”إنما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب “ (الزمر:۱۰) کہ ثابت قدم رہنے والوں ہی کو ان کا اجر بے شمار ملے گا۔

بقیہ اتحادوقت کی ضرورت ......اس کے ساتھ فریضہ حج کی ادائیگی بھی امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کا سب سے بڑا مظہر اور وحدت و مساوات کی سب سے بڑی نشانی وعلامت ہے۔ واضح رہے کہ مسلمانوں میں اتحاد کا داعیہ اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے، جب وہ اپنے فروعی وفقہی اور جزوی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اسلامی وحدت و اخوت اور بھائی چارگی کے رشتہ کو مضبوط و مستحکم کریں؛ کیوں کہ برق رفتار ترقی، میڈیا وٹیکنالوجی اور گلوبلائزیشن کے اس دور میں موجودہ وقت وحالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ملی اتحاد قائم ہو اور اسی وقت عالم اسلام میں رونما ہونے والے انتشار واختلافات اور فسادات نیز خود ہمارے ملک کی جو موجودہ صورتحال ہے، ایسی حالت میں تو امت مسلمہ کیلئے اتحاد واتفاق کی ضرورت اور ناگزیر ہو جاتی ہے۔

قوم اور ملت کے اکابر نے ملت نے یہی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم ہو جائے فاصلہ ختم ہو جائیں، ملک بھر میں مسلمان اتحاد قائم کرتے ہوئے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں؛ تا کہ صالح معاشرہ کی تشکیل میں ہم کلیدی کردار ادا کر سکیں، قوم اور ملت کے ساتھ انصاف کے تقاضوں کے عمل کو بھی پورا کیا جا سکتا ہے، یہ چند باتیں چند گزارشات ہیں، جو ان آیات کے تعلق سے میرے ذہن میں آئیں، جن کو میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور میرا یقین وعقیدہ ہے کہ جو اللہ نے فرمایا ہے، وہی سچ ہے اور اسی پر عمل کر کے امت ایک بار پھر سرخرو اور کامیاب ہو سکتی ہے اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت، شہرت، عزت اور ساکھ کو دوبارہ بحال کر سکتی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی بھی حل کامیاب نہیں ہو سکتا ہے، خواہ امت کتنی بھی کوشش کر لے، سب بیکار اور وقت کا ضیاع ہے اور اگر اب بھی امت نے ہوش کے ناخن نہیں لئے تو ذلت، رسوائی اور کمزوری مزید اس کا مقدر ہوگی؛ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: یعنی اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا ہے، جب تک کہ کوئی قوم خود نہ اپنی حالت بدل لے۔ (رعد: 11) اور علامہ اقبال کا کہنا ہے:

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں　　ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا کام بنے

بقیہ تین طلاق پر حکومت کا قانون ...... لیکن تین طلاق دینے والے کو تین سال کی سزا دی جائے اور اس کے علاوہ جرمانہ بھی عاید کیا جائے، یہ نہایت غیر متوازن، مبالغہ آمیز اور غیر منصفانہ سزا ہے۔

(۴) اس سزا کو مزید سخت کرنے کے لئے اس کو ناقابل ضمانت اور قابل دست اندازی پولس قرار دیا گیا ہے؛ حالاں کہ یہ کوئی ایسا جرم نہیں ہے، جس میں کسی کو جسمانی مضرت پہنچائی گئی ہو، یا عزت وآبرو پر ہاتھ ڈالا گیا ہو، کیا اس میں کوئی معقولیت ہے؟

(۵) پھر اس قانون میں یہ بات نہیں کہی گئی ہے کہ عورت کے دعویٰ کرنے پر کارروائی کی جائے گی، مجوزہ قانون مطلق ہے، بظاہر اس کا تقاضا ہے کہ اگر اس شخص کا پڑوسی یا کوئی بدخواہ بلا کسی ثبوت کے یا عورت اور اس کے گھر کے لوگ مرد کے خلاف پولیس میں شکایت کر دیں تو اس بیچارے کو ہتھکڑی لگ جائے، ایسا بے قید قانون ظلم وزیادتی کے دروازے کو کھول دے گا۔

(٦) یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ تین طلاق کے کالعدم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب شوہر تین سال کی سزا کاٹ کر آئے گا، تو پھر وہ اس عورت کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرے گا، غور کیجئے! جو مرد اپنی بیوی کی طرف سے تین سال کی طویل سزا کاٹ کر اور خطیر جرمانہ ادا کر کے آیا ہے، کیا وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خوشگوار ازدواجی زندگی بسر کر سکیں گے اور انھیں بزور طاقت ایک دوسرے کے ساتھ رہنے پر مجبور کرنا عقلمندی کی بات ہوگی؟

(٧) اس طرح کے قوانین عورت کے لئے مشکلات پیدا کریں گے، جو لوگ اپنی بیوی سے علاحدگی چاہیں گے اور ان کے لئے تین طلاق یا طلاق بائن کا راستہ بند ہو جائے گا، وہ بیوی کو لٹکا کر رکھیں گے، نہ اس کے حقوق ادا کریں گے اور نہ طلاق دیں گے، ایسی معلقہ عورت کی صورتِ حال مطلقہ سے بھی بدتر ہوتی ہے؛ کیوں کہ نہ وہ اپنے حقوق پاتی ہیں اور نہ اپنی ذات کے بارے میں آزاد ہوتی ہیں۔

(۸) یہ تو ان لوگوں کے لئے ہے، جن کے دلوں میں کچھ نہ کچھ اللہ کا خوف ہے، جن کو حلال وحرام کی فکر نہ ہو، وہ سوچیں گے کہ ساری مصیبت نکاح کرنے اور نکاح کے بعد طلاق دینے سے پیدا ہو رہی ہے؛ اس لئے نکاح ہی نہ کیا جائے؛ بلکہ چوں کہ قانون بالغ مرد وعورت کو آپسی رضامندی سے ایک ساتھ زندگی گزارنے اور صنفی تعلقات قائم کرنے کی اجازت دیتا ہے؛ اس لئے جب تک جس کے ساتھ موافقت رہے، زندگی اس کے ساتھ گزاری جائے، اور جب جی اُکتا جائے، نیا رفیق تلاش کر لیا جائے، طلاق کو مشکل بنانا ان اہم اسباب میں سے ہے، جن کی وجہ سے اس وقت مغربی ملکوں میں نکاح کی شرح گھٹتی جا رہی ہے، خاندانی نظام بکھرتا جا رہا ہے اور اپنی پہچان سے محروم بچوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ ہوتا جا رہا ہے؛ اس لئے حقیقت یہ ہے کہ خواتین کے حقوق کی حفاظت کے نام پر بننے والا یہ قانون اپنے اثرات ونتائج کے اعتبار سے خود خواتین کے لئے نقصاندہ ہے۔ البتہ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے اور اس کے چند اہم نکات یہ ہو سکتے ہیں: (۱) صرف ایک ساتھ تین طلاق دینے پر ایک مناسب اور متوازن سزا تجویز کی جائے، اور وہ سزا ایسی ہو جس سے مطلقہ عورت کو فائدہ ہو۔ (۲) بچوں کا نفقہ تو شرعاً اس کے باپ پر واجب ہے ہی، اس کے ساتھ ساتھ جب تک عورت بچوں کی پرورش کرے، اس کو سابق شوہر کی طرف سے مناسب اُجرت پرورش بھی دلائی جائے، جو فقہاء کی تصریحات کے مطابق اتنی ہونی چاہئے کہ اس کے خورد و نوش اور رہائش کا انتظام ہو جائے۔ (۳) مہر اور نفقۂ عدت جلد سے جلد ادا کرایا جائے۔ (۴) اس نوعیت کے مقدمات کے لئے فاسٹ ٹریک عدالتیں قائم کی جائیں، جو ایک مقررہ مدت مثلاً تین ماہ کے اندر فیصلہ سنا دے۔ (۵) حکومت ایسی مظلوم عورتوں کی طرف سے وکیل کی ذمہ داری قبول کرے اور متاثرہ عورت پر اخراجات مقدمہ کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔

یہ تو اس مجوزہ قانون کے اثرات ونتائج اور ان کے حل کے بارے میں گفتگو تھی؛ لیکن یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ ہندوستان کے دستور کی بنیاد کثرت میں وحدت اور اقلیتوں کی مذہبی وتہذیبی آزادی پر ہے؛ اسی لئے دستور کے بنیادی حقوق کی دفعات میں اس کی ضمانت دی گئی ہے، حکومت کو ہرگز کوئی ایسا قدم نہیں اُٹھانا چاہئے، جو دستور سے انحراف پر مبنی ہو، اس کی روح کو متاثر کرتا ہو، اور اس سے اقلیتوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو۔

اعلان مفقود الخبری

● **مقدمہ نمبر ۸۸/۲۲۸۱۲/۳۸ھ** اختری خاتوں بنت رشید انصاری مقام وڈاکخانہ اٹاری بلوک تھانہ اٹاری ضلع بکسر۔ مدعیہ۔ بنام۔ نور حسن انصاری ولد عالم شاہ انصاری مقام وڈاکخانہ شکرولیہ تھانہ اٹاری بلوک، ضلع بکسر۔ مدعاعلیہ۔ اطلاع بنام مدعاعلیہ۔ مقدمہ ہذا میں آپ کی بیوی نے آپ کے خلاف عرصہ دراز سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ نہ دینے کی بنیاد پر مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آئندہ تاریخ پیشی ۱۳/جمادی الاولیٰ ۳۹ھ مطابق ۳۰/جنوری ۱۸ء روز منگل مقرر کی گئی ہے تاریخ مذکور پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۶/۳۴۲/۳۹ھ** (متدائرہ دارالقضاء توپسیا روڈ کولکاتا) عشرت جہاں بنت شکیل احمد مقام ۲ ہری ہر پور ڈاکخانہ ملک پور تھانہ ہری پور ضلع کولکاتا ۱۴۵ا۔ مدعیہ۔ بنام۔ شیخ سونو ولد شیخ عالم مرحوم مقام ۲ ہر یہر پور بنیا دہنا نز د اسماعیل مودی تھانہ ہری پور کولکاتا ۱۴۵ا۔ مدعاعلیہ۔ اطلاع بنام مدعاعلیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ توپسیا روڈ (ساؤتھ) ملت نگر کولکاتا میں عرصہ ساڑھے تین سال سے غائب غیر مفقود الخبر ہونے اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، مورخہ ۱۴/جمادی الاولیٰ ۳۹ھ مطابق ۳۱/جنوری ۲۰۱۸ء روز بدھ کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکورہ پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۷/۵۸۸/۳۹ھ** (متدائرہ دارالقضاء گوگری کھگڑیا) بی بی تمنا خاتون بنت محمد درویش عالم مقام وڈاکخانہ وتھانہ بہپور ضلع بھاگلپور۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد امجد خان ولد محمد ظفیر الدین خان مرحوم مقام بلیا پیٹھان ٹولہ ڈاکخانہ نارائن پور تھانہ بہپور، ضلع بھاگلپور۔ مدعاعلیہ۔ اطلاع بنام مدعاعلیہ۔ مقدمہ ہذا میں ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دارالقضاء مدرسہ نور العلوم گوگری کھگڑیا بہار میں عرصہ ساڑھے تین سال سے نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنا پر فسخ نکاح کا مقدمہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۱۴/جمادی الاولیٰ ۳۹ھ مطابق ۳۱/جنوری ۲۰۱۸ء روز بدھ کو ۹/بجے دن مع گواہان وثبوت دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کر دیا جائے گا۔ گواہان کم از کم ایسے دو معتبر مرد مسلم یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونے چاہئیں جو مقدمہ سے متعلق حالات سے پوری طرح براہ راست واقف ہوں۔ نوٹ اپنا اور اپنے گواہوں کا شناختی کارڈ اور اس کے فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

جلد نمبر 66/56/شمارہ نمبر 01 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفسیٹ پریس دریاپور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

WEEK ENDING 01/01/2018
فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280
E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

خودی وقربانی وایثار اور صبر ورضا
زندگی بنتی ہے ان سے کامیاب وکامراں
(نامعلوم)

شادی شدہ مسلم خواتین کے حق سے متعلق تحفظ بل، آئینی اصولوں کے خلاف (مسلم پرسنل لا بورڈ)

رپورٹ: رضوان احمد ندوی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ منعقدہ ۲۴/دسمبر ۲۰۱۷ء لکھنو نے مرکزی حکومت کے مرتب کردہ شادی شدہ مسلم خواتین کے حقوق کے تحفظ سے متعلق مجوزہ بل کو حق مساوات اور مذہبی آزادی کی بنیادی دفعات کے خلاف قرار دیتے ہوئے کہا کہ بورڈ اس بل کی ہر سطح پر مخالفت کرتے ہوئے عوام میں بیداری پیدا کرے گا۔

مجلس عاملہ کی یہ میٹنگ جس کی صدارت صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے فرمائی اس میں ارکان عاملہ نے مذکورہ بل کی مختلف دفعات کا جائزہ لیا اور محسوس کیا کہ یہ بل خود مسلم خواتین کے حقوق کے خلاف ہے اوران کی الجھنوں، پریشانیوں میں اضافے کا سبب بھی ہے، بورڈ نے یہ واضح کر دیا کہ اس بل کے مشمولات میں تضادات بھی پائے جاتے ہیں، جہاں ایک طرف اس بل میں تین طلاق کے بے اثر وباطل ہونے کی بات کہی گئی ہے وہیں تین طلاق کو جرم قرار دے کر تین سال کی سزا اور جرمانہ عائد کرنا خلاف عقل ہے، اس سے بچوں کو مکمل طور پر نفقہ سے محروم کرنے کا سبب ہوسکتا ہے، جو کسی طرح بھی عورت اوراس کے بچوں کے مفاد میں نہیں ہے۔ سوال یہ ہے جب تین طلاق واقع ہی نہیں ہوئی تو اس پر سزا کیوں کردی جاسکتی ہے۔ بل کی دفعہ (۲) میں لفظ طلاق کی دی گئی تعریف طلاق بدعت سے تجاوز کرتی ہے جبکہ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں صرف طلاق بدعت کو ہی مسترد کیا تھا، مجوزہ تعریف طلاق بائن وغیرہ کو بھی شامل کرسکتی ہے، جس کو عدالت عظمیٰ نے ۲۲/اگست ۲۰۱۷ء کے فیصلہ میں غیر قانونی قرار نہیں دیا، مگر طلاق بائن کو بل کی دفعہ نمبر (۲) B میں استعمال کے لئے الفاظ یا طلاق کی کوئی اور مماثل شکل جس سے فوری اور غیر رجعی طور پر طلاق واقع ہوتی ہو، کے معنی شامل ماننے سے بل کی دفعہ (۲)B مع دفعہ 3 کا اثر طلاق بائن کو بھی باطل اور غیر قانونی قرار دینا ہوسکتا ہے۔

عاملہ نے محسوس کیا کہ بل کا مسودہ تیار کرتے وقت قانون سازی کے پارلیمانی طریقہ کو بھی نہیں اپنایا گیا، اور سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ جس طبقہ کے بارے میں یہ بل پیش کیا گیا نہ اس کے ذمہ داران اور قائدین سے مشورہ لیا گیا اور نہ کسی مسلم تنظیم اور ادارے سے رابطہ کیا گیا، اس لئے اس بل کے سلسلہ میں بورڈ کا مطالبہ ہے کہ حکومت ابھی اس مجوزہ بل کو پارلیامنٹ میں پیش نہ کرے بلکہ مسلم پرسنل لا بورڈ اور مسلم خواتین کی حقیقی نمائندہ تنظیموں سے لازمی مشورہ کرے، اور آئینی ضمانتوں اور عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کی روشنی میں بل تیار کیا جائے جو خواتین کے حقوق کا تحفظ کرنے والا نیز شریعت اسلامی اور آئین ہند سے مطابقت رکھنے والا ہو۔

مجلس عاملہ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ صدر بورڈ کی طرف سے وزیر اعظم اور حکومت کے اعلیٰ عہدیداران کو خط کے ذریعہ مجوزہ بل کے چند قابل اعتراض دفعات سے واقف کرایا جائے ، نیز مجلس عاملہ اور مسلمانان ہند کے احساسات سے بھی انہیں باخبر کرایا جائے، چنانچہ اس تجویز کی روشنی میں صدر بورڈ کی طرف سے ایک جامع مکمل خط ۲۵/دسمبر ۲۰۱۷ء کو رانہ کیا گیا، جس میں واضح طور پر حکومت کو بتایا گیا کہ اس کے پیش کردہ مجوزہ بل قانون شریعت اور خواتین کے مفاد کے خلاف ہے، اس لئے حکومت ابھی اس کو پارلیامنٹ میں پیش نہ کرے، بلکہ مسلم پرسنل لا بورڈ اور صحیح مسلم خواتین کی تنظیموں سے صلاح ومشورہ کرے، جس سے خواتین کا مفاد واقعی وابستہ ہو۔

مجلس عاملہ میں اس موضوع سے متعلق بورڈ کے جنرل سکریٹری امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کے مضامین ”تین طلاق پر تین سال کی سزا“ اور ”تین طلاق پر غیر متوازن سزا“ کو ارکان عاملہ نے حد درجہ پسند کیا اوران دونوں کو مختلف زبانوں کے اخبارات میں شائع کرنے کی تجویز رکھی ہے، ان دونوں مضمون میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مختلف جہات سے جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے عجلت میں لایا گیا یہ بل ان لوگوں نے تیار کیا ہے جنہیں مسلم سماج کے انداز ومزاج، مسائل ومشکلات، سہولتوں اور دشواریوں کا اندازہ نہیں ہے۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مجلس عاملہ کو بتایا کہ یہ مجوزہ بل سپریم کورٹ کے منشا کے خلاف ہے اس لئے اس پر غور وفکر کی ضرورت ہے، حکومت کو اس پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے اس کی خامیوں کو دور کرے۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری بورڈ نے کہا کہ اگر مرکزی حکومت کا یہ مجوزہ بل منظور ہوجاتا ہے تو اس سے قانون حق حضانت اور قانون ایلا دونوں متاثر ہوں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس کے تدارک کے لئے بل کی خامیوں سے مسلم ممبران پارلیامنٹ اور سیکولر جماعتوں کے نمائندوں کو واقف کرایا جائے تاکہ وہ پارلیامنٹ میں صحیح نمائندگی کرسکیں، مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی ترجمان بورڈ نے کہا کہ بل کے دفعات انتہائی خطرناک ہیں، اس کو یکسر مسترد کیا جانا چاہیے۔

آخر میں صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ یہ بل شریعت اسلامی اور آئین ہند دونوں کے خلاف ہے اس لئے ہم کسی بھی طرح مفاہمت والے رویہ کو اختیار نہیں کریں گے، اس کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے، مجلس کا آغاز مولانا حافظ محمد عمرین محفوظ رحمانی سکریٹری بورڈ کی تلاوت کلام سے ہوا، اس کے بعد جنرل سکریٹری بورڈ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے جناب حاجی سکندر اعظم رکن بورڈ کی رحلت پر دلی صدمہ کا اظہار کیا اور ان کی ملی وسماجی اور فلاحی ورفاہی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے دعاء مغفرت کرائی، بعد ازاں جنرل سکریٹری بورڈ نے زیر غور ایجنڈوں پر تمہیدی گفتگو کرتے ہوئے ارکان سے مشورے طلب کئے، پھر ارکان عاملہ نے مجوزہ بل پر تفصیل سے تبادلہ خیال اور اس کے نکات ودفعات کا ہر جہت سے جائزہ لے کر بل کی موجودہ شکل کو مسترد قرار دیا، اس کے بعد مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی ترجمان بورڈ نے بابری مسجد کے مسئلہ پر ایک چھوٹی کمیٹی تشکیل دینے کی تجویز رکھی جس پر جنرل سکریٹری بورڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی نے فرمایا کہ پہلے سے جو کمیٹی بنی ہوئی ہے صدر بورڈ کے مشورہ سے اس میں دو تین اصحاب کے ناموں کا اضافہ کردیا جائے، اور کمیٹی کو فعال بنا دیا جائے۔

پھر یہ نشست صدر بورڈ کی دعاء پر اختتام پذیر ہوئی، اس میٹنگ میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر بورڈ، امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی جنرل سکریٹری بورڈ ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری بورڈ، مولانا فضل الرحیم مجددی سکریٹری بورڈ ، مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی، سکریٹری بورڈ، جناب ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ سکریٹری بورڈ، مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی ترجمان بورڈ ، جناب اسد الدین اویسی ایم پی حیدر آبا، مولانا مفتی احمد دیولوی گجرات، مولانا محمد سلمان الحسینی ندوی لکھنؤ، مولانا عتیق احمد بستوی لکھنؤ، جناب ای ابوبکر کیرالہ، جناب ایم آر شمشاد ایڈوکیٹ دہلی، جناب محمد طاہر ایم حکیم ایڈوکیٹ احمد آبا، محترمہ ڈاکٹر اسماء زہراء حیدر آباد، محترمہ ممدوحہ ماجد دہلی، نے شرکت کی۔

اس موقع پر ۲۴/دسمبر کو بعد مغرب بورڈ کے سکریٹریز اور کنو یزس کی ایک مشاورتی میٹنگ بھی ہوئی، جس میں بورڈ کی تشکیل کردہ ذیلی کمیٹیوں کی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا، اصلاح معاشرہ کمیٹی، اثار قدیمہ کمیٹی، مجموعہ قوانین اسلامی پر نظر ثانی کرنے والی کمیٹی، دار القضاء کمیٹی، تفہیم شریعت کمیٹی کی کارکردی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے طے کیا گیا کہ تفہیم شریعت کے لئے دو روزہ ایک تربیتی اجتماع ۶، ۷/مارچ ۲۰۱۸ء کو پٹنہ میں رکھا جائے، نیز بورڈ کے تحت چلنے والے دار القضاء کے قضاۃ کا ایک تربیتی کیمپ ۱۰، ۱۱/اپریل ۲۰۱۸ء کو جے پور میں منعقد ہو۔ اس نشست میں جنرل سکریٹری حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ، مولانا فضل الرحیم مجددی ، مولانا محمد عمرین محفوظ ، جناب ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ، مولانا عتیق احمد بستوی اور محترمہ ڈاکٹر اسماء زہراء نے شرکت کی۔

طلاق مخالف بل ناانصافیوں پر مبنی: ناظم امارت شرعیہ

تین طلاق مخالف بل جس کو مسلم ومن (پروٹیکشن آف رائٹس آن میرج) بل ۲۰۱۷ء کے نام سے پارلیامنٹ میں حکومت ہند کے وزیر قانون روی شنکر پرشاد نے پیش کیا اور جو اپوزیشن کے اختلاف کے باوجود بغیر کسی ترمیم کے بی جے پی نے عددی قوت کی بنا پر پارلیامنٹ میں پاس کرالیا، وہ نہ صرف یہ کہ کئی قسم کی خرابیوں اور ناانصافیوں پر مبنی ہے، بلکہ اس سے آئین میں دیے گئے کئی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے بنائے جارہے بل میں کسی مسلم تنظیم سے مشورہ نہ کرنا ہی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ بل مسلم عورتوں کو انصاف دلانے کے لیے نہیں بلکہ ان پر مزید ظلم ڈھانے اور مسلم مردوں کو زیادہ سے زیادہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیجنے کے مقصد سے ایک سازش کے تحت پاس کیا گیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اپنے ایک پریس بیان میں کیا۔ ناظم صاحب نے مزید کہا کہ یہ بل سپریم کورٹ کے حکم اور ہدایت کے بالکل خلاف ہے اور کئی قسم کے تضادات کا مجموعہ ہے، ایک طرف تو اس میں تین طلاق کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہے، اور دوسری جانب اس پر تین سال کی سزا بھی دی جارہی ہے، یعنی کہ طلاق واقع ہی نہیں ہوئی، بیوی ابھی اس کے نکاح میں باقی ہی ہے، لیکن شوہر کو تین سال کے لیے جیل بھی ہورہی ہے، اس پر سے تماشہ یہ کہ اس پر مزید نان ونفقہ اور جرمانہ کا بار بھی ڈالا جارہا ہے۔ کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا شخص اگر غیر جانب دار ہوکر اس بل کو دیکھے گا تو اس کو یہ بل غلطیوں کا پلندہ نظر آئے گا۔ یہ بل کسی بھی صورت میں مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ امارت شرعیہ اس بل کی مخالفت کرتی ہے اور اس معاملہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے موقف کی پرزور تائید کرتی ہے۔